بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجویز انہدام گنبد خضرا کا تاریخی پس منظر

محمد یٰسین اختر اعظمی مصباحی

استاذ ادب عربی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

اعظم گڑھ، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

تہدیہ

مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری صدر کل ہند ''تبلیغ سیرت'' بانی ''جامعہ حبیبیہ'' الہ آباد وامیر کل ہند تحریک ''خاکساران حق'' کی خدمت میں۔

جنہوں نے سرزمین ہند پر اپنے اخلاص وللٰہیت اور بے مثال دینی وعلمی خدمات کے روشن نقوش ثبت کیے۔ اور حق وصداقت کی آواز بلند کر کے قید وسلاسل کو نہ جانے کتنی بار خود بڑھ کر خوش آمدید کہا، اور اب جن کی گرجدار آواز اور نعرۂ اسد اللٰہی نے ہند سے لیکر جزیرۃ العرب تک کی نجدی امت اور اس کی امامت کو لرزہ براندام کر دیا۔

باطل نظریات اور گمراہ کن افکار وعقائد سے ہمہ وقت اور ہر لحہ برسرپیکار رہنے والے مجاہد ملت اور اسلام کے بطل جلیل نے اختلاف مسلک کی بنیاد پر نماز عشاء کے وقت نجدی امام کی جماعت کے بعد اپنی الگ جماعت قائم کر لی، سبب پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ تاخیر اور اختلاف مسلک کی وجہ سے میں نے ایسا کیا، اور اس کی اطلاع ملتے ہی پولیس نے افسر حرم تک گھسیٹتے ہوئے پہنچایا، جس کے بعد مدینہ منورہ کے قاضی القضاۃ کے یہاں پیشی ہوئی اور آپ نے اپنی طویل گفتگو میں بلاخوف وخطر یہ بیان دیا کہ میں وہابی امام حرم کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا، قاضی القضاۃ نے خود اپنے قلم سے لفظ وہابی تحریر کیا، جس پر آپ نے اپنا دستخط ثبت کیا، چنانچہ ۱۸/۱۹ رذوالقعدہ ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۰/۱۱/اکتوبر ۱۹۷۹ء کی درمیانی شب میں سعودی حکومت کی شرعی (وہابی) عدالت نے اپنا یہ جابرانہ فیصلہ صادر کیا۔

کیلئے بھی برداشت نہیں کیا جاتا، بلکہ ایسے سیکڑوں واقعات سینہ بسینہ تاریخ کے سینوں میں محفوظ ہیں کہ مخالفانہ روش رکھنے والے کسی بھی سعودی باشندے کے گھر کے سامنے سعودی پولیس کی گاڑی آئی، اور سرکار طلبی کے بہانے گھر کے سبھی افراد کو اس پر لاد کر اجنبی اور نامعلوم جگہ پر لیجایا گیا اور پھر یہ راز کوئی نہ بتا سکا کہ اس مظلوم کو زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا؟ اور اس کے اہل خانہ کا کیا حشر ہوا، ان کی الم انگیز اور کربناک زندگی کا انجام بتانے سے شاید تاریخ کی زبان اب ہمیشہ کے لئے خاموش ہو چکی ہے۔

حج کے ایام میں بزور قوت حاجیوں کو نجدی امام کی اقتدا پر مجبور کیا جاتا ہے، اور روضہ مقدسہ کی جانب قصداً پشت کرنے پر زور دیا جاتا ہے، اور ہندوستان کی سیاہ پیشانی والے تبلیغیوں سے زیادہ انہیں اپنی عبادت کا غرہ اور غرور ہے نخوت کا یہ عالم ہے کہ ایک ہندوستانی حاجی نے ایک نجدی سے اپنی گفتگو کے درمیان صرف ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ ہم تمہارے حق میں دعائے خیر کریں گے۔ جب تک وہ نہایت بری طرح اس غریب پر برس پڑا کہ اللہ ہمارا، رسول ہمارا، قرآن وحدیث ہمارے، کعبہ ہمارا، مکہ ہمارا، مدینہ ہمارا یہ سب تو ہمارے ہیں، تو تمہارے ہاتھ میں کیا ہے کہ ہمیں دعا دوگے، چلو یہاں سے دور ہٹو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کھلے ذہن ودماغ سے پوری کتاب پڑھیں اور صحیح نتائج اخذ کر کے اپنا قطعی فیصلہ صادر فرمائیں۔ ہاں ضمیر کو اپنا ثالث بنائیں۔ اور انصاف کا دامن مضبوطی سے تھام لیں، کیوں کہ اس حیات ناپائدار کے بعد ایک ایسی عدالت میں ہم سب کو حاضر ہونا ہے، جہاں کا عدل وانصاف ہمیں جنت الفردوس کی سرمدی سعادتوں سے ہمکنار کرے گا، یا پھر جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں میں بدباطنوں اور گستاخوں کو ہمیشہ کے لئے جھونک دیا جائے گا۔

اللھم ! ادخلنا فی جنات النعیم ، وقنا ربنا عذاب النار ! آمین

گنبد خضرا کے بیشتر مضامین قسط وار ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور میں شائع ہو کر مقبول ہوئے۔ اب آخر میں میں اپنے ان تمام محسنین کا شکر گذار ہوں۔ جنہوں نے اس کتاب کے سلسلے میں کسی طرح میری مدد فرمائی۔ ارکان المجمع الاسلامی، مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی، صدر المدرسین مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع اعظم گڈھ، مولانا افتخار احمد قادری استاذ ادب عربی الجامعۃ الاشرفیہ، مولانا محمد عبد المبین نعمانی۔ صدر المدرسین دار العلوم غوثیہ ذاکر نگر جمشید پور، بہار، کا خصوصیت سے ممنون ہوں، عزیزم مولوی محمد شکیل اختر گیاوی متعلم الجامعۃ الاشرفیہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بڑے ذوق وشوق کے ساتھ ''گنبد خضرا'' کو اپنے صرف سے طبع کرایا۔

رب کریم ہم سب کو گنبد خضرا کے مکین سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کے صدقہ وطفیل میں اپنے حفظ وامان میں رکھ کر دین متین کا سچا خادم اور مبلغ وترجمان بنائے آمین۔

محمد یسین اختر اعظمی

۱۰ر صفر ۱۴۰۰ھ، ۳۰ر دسمبر ۱۹۷۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زبان میں

رب کائنات کے آخری رسول، کائنات انسانی کے محسن اعظم، جناب رسالت مآب ﷺ کی تبلیغ وہدایت سے کرۂ ارضی کا گوشہ گوشہ اسلام وایمان کی تابانیوں سے جگمگا اٹھا، تاریکیوں میں اجالا پھیل گیا، بیمار دل شفایاب ہو کر مسیحا بن گئے۔ مردہ رگوں میں حیات تازہ کی لہر دوڑ گئی، ڈوبتی نبضیں پلٹ آئیں، ویرانے لہلہا اٹھے، اور آبادیاں باغ و بہار بن گئیں۔

ختمی مرتبت مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے فیضان کرم نے قطروں کو بیکراں سمندر کی طغیانی اور ذروں کو ستاروں کا جمال بخشا، وحشیوں کو تہذیب وتمدن کا امین ورازداں بنایا۔ اور بے سلیقہ انسانوں کو کشور کشائی وفرمانروائی کا حوصلہ دیا۔ باہمی جنگ وجدال کے خوگر عربوں کو ایک سلک گہر میں پرو کر اتحاد کا داعی وعلمبردار اور افق انسانیت کا آفتاب و ماہتاب بنا دیا۔

وہ جدھر اٹھے ابر کرم بن کر کہ انسانی آبادیاں سیراب ہو گئیں، پژمردگی رخصت ہوئی، اور بے آب وگیاہ میدان، شاداب خیابانوں، مرغزاروں اور کشت زاروں میں تبدیل ہو گئے، وہ جدھر بڑھے صفت سیل رواں ہو کر کہ طوفانوں نے خود بڑھ کر راہیں دیں، اور پتھر موم بن گئے، شوکت کسریٰ، شکوہ قیصر اور عظمت دارا وجم ان کے قدموں سے لپٹ کر فراش راہ ہو گئیں، انہوں نے کبر ونخوت کے بتوں کو صفحۂ ہستی سے نیست ونابود کر دیا، ان کا پرچم اقبال لہرایا تو قصر انسانیت کے برج رفیع پر نصب ہو گیا، اور ان کی عظمت وجلال کے آگے ''ایوریسٹ'' جیسی ہزاروں چوٹیاں سرنگوں ہو گئیں۔

انہوں نے اقوام عالم کو کامیاب وبامراد زندگی بسر کرنے کا سلیقہ بتایا، جہالت و غباوت کے ماحول میں علم وفن کی شمعیں فروزاں کیں، اور علم وحکمت کے مراکز قائم کئے۔ انہوں نے تدبیر مملکت کے دستور مرتب کئے، اور دنیا کو جہاں بانی کے آداب سکھائے، ان کی فتوحات کی تاریخ پڑھ کر آج بھی عقل انسانی انگشت بدنداں ہے، ان کے دانش کدوں کا جلال دیکھ کر آج بھی دنیا دنگ ہے، اور ان کے جمال ورعنائی پر فریفتہ ہے چاہے زبانیں اس کا اظہار نہ کریں، اور قلم اس حقیقت کے اعتراف سے گریزاں ہو۔ مگر مغربی مفکرین کے دلوں میں بھی یہ بات گھر کر چکی ہے کہ

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے   یہ سب پود انہیں کی لگائی ہوئی ہے

بغداد، دمشق، کوفہ، بصرہ، قاہرہ، اسکندریہ، قزوین، شیراز، اصفہان، غرناطہ، اشبیلیہ، دہلی، لاہور، سمرقند، بخارا، یہ کیسے شہر تھے! جغرافیہ عالم میں ان کی چمک دمک اور کیسی آن بان تھی، کیا تشنگان علوم کے قافلے مشرق ومغرب سے آ کر ان سرچشمہائے فکر وفن سے سیراب نہ ہوتے تھے؟ کیا ان کی حیرت انگیز ایجادات کی بنیاد پر آج کی سائنسی ترقیوں کا مدار نہیں؟ کیا ہمارے آباء کی کتابوں کا مغرب آج بھی خوشہ چیں نہیں؟

ہاں! مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ کی خاک سے کیسے عظیم انسان پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے پیچھے تدبر ودانائی، علم وحکمت، فہم وفراست، زہد وپارسائی، کردار وعمل، اولوالعزمی وبلند خیالی، عزیمت واستقلال اور فضل وکمال کی کیسی کیسی اعلیٰ روایتیں چھوڑی ہیں جن کا شیریں تصور ہمارا سکون قلب، جن کی مقدس یاد طمانیت روح، اور جن کے ذکر جمیل سے ہمارے دلوں کو نئی زندگی مل رہی ہے۔ ان کے گردوں شکار کارناموں کو سن کر آج بھی دلوں کا عالم زیر وزبر ہونے لگتا ہے۔

ایمان ویقین کی عظیم دولت نے انہیں عظمت واقتدار کی اتنی بلندی تک پہنچایا کہ

دیکھنے والے بڑے بڑے کج کلاہوں کی ٹوپیاں زمین پر آگئیں، وہ مالدار تھے نہ بڑی طاقت وقوت رکھتے تھے۔ آلات حرب وضرب کی بھی کوئی فراوانی نہ تھی، جنگی تدابیر بھی انہوں نے نہ سیکھی تھیں، صرف ایمان کی ایک بیش بہا نعمت تھی، جس نے انہیں تاریخ کی بہادر اور کامیاب ترین قوم قرار دیا۔ اور اس کی برکت سے انہوں نے رازہائے عالم کو آشکارا کیا، انسانی زندگی کی پیچیدہ گتھیاں سلجھائیں، اسی کی انہوں نے اس طرح حفاظت کی کہ خود خالق کائنات ان کا محافظ اور حامی وناصر ہوگیا، اور اسی کے پیچھے وہ دوڑے تو ساری کائنات ان کے پیچھے دوڑ پڑی، اسی کو انہوں نے اپنی متاع عزیز سمجھا تو وہ خود سب سے عزیز اور انمول ہیرا بن کر سارے عالم سے مستغنی اور بے نیاز ہوگئے

دوعالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو — عجب چیز ہے لذت آشنائی

کتاب وسنت کا ایک ایک ورق گواہ ہے کہ نبی ہاشمی محمد عربی ﷺ سے سچی محبت اور تمام شعبہ ہائے حیات میں آپ کی کامل وفاداری اور اطاعت شعاری ہی اصل اسلام اور خلاصہ ایمان ہے، اسی راہ پر اگلوں کا سارا سفر حیات طے ہوا ہے، اور ہر موڑ سے وہ سرخرو اور کامیاب گذرے ہیں۔ گردش دوراں خود ان سے کترا گئی اور ان کا سفر شوق جاری ہی رہا، دنیا اپنی پوری دل فریبی کے باوجود انہیں اپنی طرف متوجہ نہ کرسکی، اس نے یہ دولت چھیننے کی ہزار کوششیں کیں، لیکن ہر قیمت پر انہوں نے اس انمول جوہر کی حفاظت وپاسبانی کی ہے، کیونکہ اسی سے ان کے دلوں میں تڑپ اور بازوؤں میں ہمت تھی اور اسی کے ساتھ نظام زندگی ہی نہیں سچ پوچھئے تو بزم ہستی کا وجود بھی وابستہ سمجھتے تھے، اور صبح وشام اس حقیقت کا وہ برملا اعلان کرتے تھے

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے — خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

لیکن اے لوگو! کیا ہوگیا آج اس سرزمین عرب کو جو کل تک ان کے نام پر مر مٹنے

کو تیار تھی جس کے بہادر اور جیالے فرزند حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رسول ہاشمی ﷺ کے موئے مبارک کو اپنے تاج سر کا زرنگار ہیرا سمجھا تھا، جس کی برکت سے انہوں نے نہ جانے کتنی جنگیں جیتی تھیں، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے مدبر سپہ سالار اعظم نے جن کے ناخن مبارک کو موئے مبارک کو اپنی آنکھوں کا نور بنانے کی وصیت کی تھی جن کی محفل میں بیٹھنے کے آداب قرآن نے سکھائے کہ جب تم رسول کی بارگاہ میں حاضر ہوتو بلند آواز سے نہ بولو اور صحابہ کرام اس طرح ان کے پاس بیٹھتے "کان علی رؤسھم الطیر" جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، جس مقدس منبر پر رسول کونین ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے، صحابہ کرام اسے عقیدت ومحبت سے بوسہ دیا کرتے تھے۔ اور مغیرہ بن شعبہ کی روایت کے مطابق سرور عالم ﷺ کے وضو کا پانی جو زمین پر گررہا تھا صحابہ کرام اسے لیکر اپنے سروں پر ملنے کے لئے اس طرح دیوانہ وار جھپٹتے تھے، جیسے اس کے لئے آپس میں جنگ ہوجائیگی اور وہ اپنی قیمتی زندگی اس پر قربان کردیں گے۔

اے چشم فلک! تو ہی بتا؟ کیا یہ واقعات اسی سرزمین کے ہیں، کیا عاشقوں کا یہ ہجوم اسی بستی میں تھا۔ کیا شوق ووارفتگی اور عشق ومحبت رسول کی یہ روایتیں اسی سرزمین عرب سے وابستہ ہیں۔ اگر ہیں اور یقیناً ہیں، یقین ہی نہیں اس پر ایمان بھی ہے تو کیا ان آنکھوں کو دھوکہ ہورہا ہے، اور یہ تحریریں فرضی ہیں۔ یا یہ کان غلط سن رہے ہیں نہیں ہرگز نہیں، ہمارے سامنے تو ناقابل تردید تاریخی شواہد اور مشاہدات ہیں۔ آخر انکار بھی کیوں اور کیسے کیا جائے جب کہ مجرم خود اقبال جرم کررہا ہے۔

عقل حیران ہے کہ کیا اسی خطہ ارض، اسی پاک سرزمین، اسی مرکز اسلام اور مہبط وحی رسول کے یہ وہ "سپوت" ہیں جو اپنے محسن اعظم ﷺ کے نشان مزار کو بھی۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اور کسی مناسب وقت کے انتظار میں ان کے دن کا چین اور راتوں کو نیندیں

حرام ہو چکی ہیں۔

خداوندا۔ یہ کیسے امتی ہیں جو اپنے رسول کے خلاف شب و روز سازشوں میں مصروف ہیں، یہ کیسے دل ہیں جو نبی معظم ﷺ کی ذات مقدسہ اور ان کے خصائص و کمالات کے انکار اور تحقیر و اہانت کی آماجگاہ بن رہے ہیں۔

یہ کیسی آنکھیں ہیں جو گنبد خضریٰ کو بھی مبغوض نگاہوں سے دیکھ رہی ہیں، اور یہ کیسے قلم ہیں جو اپنے ہی پیغمبر کے خلاف زہر افشانیاں کر رہے ہیں، ایسے وجود تو یقیناً ننگ اسلام اور دھرتی کے سینے کا بوجھ ہیں۔

اسی پاک سرزمین پر ایسا بھی ہو چکا ہے کہ قبر رسول کے ساتھ بے حرمتی کی نیت کرنے والوں کے لاشے تڑپ کر وہیں سرد ہو چکے ہیں، اور یہ واقعہ بھی گذر چکا ہے کہ ایسے سازشی وجودوں کو اس طرح زمین کھا گئی کہ آج تک ان کا کوئی سراغ نہ مل سکا، اور صفحۂ ہستی سے ان کا نام و نشان بھی مٹ گیا۔

خدارا اب ایسا قدم نہ اٹھاؤ کہ اس چند روزہ زندگی سے لیکر صبح قیامت تک تمہیں ننگ آدم، ننگ دیں، اور ننگ وطن کہہ کر پکارا جائے، ملی تاریخ میں نفرت و حقارت کے ساتھ تمہارا ذکر کیا جائے۔ اور مؤرخ کا قلم یہ لکھنے پر مجبور ہو جائے کہ آل سعود کے دور حکومت میں شہنشاہ کونین ﷺ کے روضہ مبارکہ کے انہدام کی ایسی گستاخانہ جرات کی گئی کہ قہر الٰہی کی لٹکتی ہوئی تلوار نے یکلخت ان کے وجود کے سارے شیرازے منتشر کر دیئے، دولت و حکومت خاک میں مل گئی اور قبر سے حشر تک اور پھر ابدالآباد تک کے لئے انہیں دہکتے ہوئے انگاروں اور شعلوں کی نذر کر دیا گیا۔

اے اہل عرب! خدا کی بے شمار نعمتیں تمہاری زمین پر بکھری پڑی ہیں۔ اے آل سعود! ایمان و اسلام کی رسی مضبوطی سے تھام لو، یہ ساری کائنات تمہارے زیر نگیں آ جائے

گی۔ بس اپنے دل کو رسول کونین ﷺ کی عقیدتوں کا گہوارہ بنالو، پھر سارے جہان میں تمہاری عظمت کے ترانے گائے جائیں گے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
وگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

دنیا جانتی ہے کہ شاہ فیصل السعود کے عہد حکومت میں اہل عرب بالخصوص سعودی عرب نے بے پناہ سیاسی اقتصادی تجارتی اور مادی ترقیاں کی ہیں "سرخ اور سیال سونے کی نہریں بہ پڑی ہیں صنعتی ترقی کا جال پورے ملک میں پھیل چکا ہے۔ جدید عمارات اور مکینیکل کارخانوں کی تعمیر کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔

بائیس لاکھ ترسٹھ ہزار پانچ سو مربع کلومیٹر میں بسنے والے ایک کروڑ بیس لاکھ سے زائد سعودی باشندوں کو آج دنیا کی تمام تر سہولیات حاصل ہیں۔ ریاض، جدہ، مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ میں دینی و عصری تعلیم کے فروغ کے لئے کئی یونیورسٹیوں میں مفت تعلیم کا انتظام ہے۔ زراعت میں کافی ترقی ہوئی ہے، تمام طبعی سہولیات بھی انہیں حاصل ہیں، محکمہ رسل و رسائل میں انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے، مساجد اور مذہبی درسگاہوں کی تعمیر کے لئے سعودی حکومت کی طرف سے دنیا بھر میں ہر سال اربوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔

سیال سونا جس کی عملی دریافت ۱۹۳۵ میں ہوئی اس کا تناسب بڑھتے بڑھتے آج دنیا بھر میں تقریباً سب سے زیادہ ہو چکا ہے۔ فیصل السعود نے جب اپنے تدبر و ذہانت کے ہاتھوں اسرائیل دوست ممالک پر "پٹرول بم" پھینکا تو ہر طرف اندھیرا چھا گیا، اور ایک گہرا سکوت طاری ہو گیا، ہالینڈ، ڈنمارک، بلجیم، اٹلی، امریکہ اور دیگر یورپین ممالک کے حلق سے چیخ نکل گئی اور ان کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ وہ سیاسی طور پر اتحاد عالم اسلامی کے زبردست داعی تھے، تمام مسلم ممالک کو ایک متحدہ طاقت بنانے کے لئے انہوں نے کافی

کوششیں کیں، اور اس کے لئے انہوں نے مصر ۶۴ء ایران دسمبر ۶۵ء اردن جنوری ۶۶ء سوڈان مارچ ۶۶ء، پاکستان اپریل ۶۶ء، ترکی اگست ۶۶ء، مراکش ستمبر ۶۶ء، گائنی (وسط افریقہ) ۶۶ء مالی ستمبر ۶۶ء تیونس ستمبر ۶۶ء کے دورے کر کے اتحاد کی دعوت دی، اور ان ممالک کی حکمراں شخصیتوں سے اہم موضوعات پر تبادلہ خیالات کیا، اور یہ حقیقت ہے کہ مسلم سربراہان مملکت کسی نہ کسی حیثیت سے ان کی طرف مائل ہو رہے تھے، یہی سب بنیادی اسباب تھے کہ عربوں کو دنیا کی ابھرتی ہوئی ''تیسری طاقت'' کے نام سے یاد کیا جانے لگا، وہ چاہتے تو۔ ریاض میں بیٹھ کر لندن، پیرس، برلن، ماسکو، نیویارک اور واشنگٹن کی سیاست پر بھی اثر انداز ہو سکتے تھے اور ان کے بدلتے ہوئے تیور کی ایک ایک لکیریں یورپ کی پارلیمنٹوں میں پڑھی جاتیں۔

یہ سب کچھ صحیح ہے، لیکن دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے کہ آخر ایمان کی کون سی کمزوری ہے اور کیا وجہ ہے کہ سامراجی طاقتوں کی نوزائیدہ ریاست ''اسرائیل'' تمہارے لئے عذاب مسلسل اور سوہان روح بن چکی ہے۔ اس کے جارحانہ حملوں نے تمہارا ناطقہ بند کر دیا۔ اپنی تمام ترقیوں اور طاقتوں کے باوجود وہ آخر تمہیں کیوں پائے حقارت سے ٹھکرا دے رہی ہے، اور تم سال بہ سال صرف مذاکرات اور کانفرنسوں کی صورت میں ایک دوسرے کے چہروں پر ذلت آمیز اور شرمناک ناکامیوں کی داستانیں پڑھ رہے ہو۔ وہ تمہارے لئے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی تجاویز اور سفارشات کو بھی قہقہوں کی گونج میں اڑا دیتی ہے، اور تم ہو کہ اس حقارت آمیز رویہ کے خلاف کوئی بھی دیرپا موثر اقدام کرنے سے عاجز رہ جاتے ہو۔ اب بھی اپنی بے راہ روی سے باز نہیں آتے، اور اپنی آزادانہ زندگی اور عیش کوشی کے لبادوں میں لپٹے ہوئے ہو۔ تمہاری بے انتہا دولت یورپ کے بینکوں میں بیکار پڑی ہے جس سے ان کی اقتصادیات کو استحکام مل رہا ہے تم اپنے وطن سے نکلتے بھی ہو تو نہ جانے کتنے

عشرت کدے تمہارے وجود سے آباد ہوتے ہیں، اور پھر مذموم حرکات اور لہو ولعب کا ایک طویل سلسلہ چل پڑتا ہے۔

یاد رکھو! تمہاری بیماریٔ دل کا علاج تمہارے روحانی اور اخلاقی امراض کی شفا نامرادیوں اور ناکامیوں کا حل، نہ لندن میں ہے نہ جنیوا میں، نہ پیکنگ میں ہے نہ ماسکو میں، نہ واشنگٹن میں ہے نہ نیویارک میں۔ تم زمین کے ایک ایک ذرے، سمندر کے ایک قطرے آسمان کے ایک ایک ستارے اور کتاب وسنت کے ایک ایک حرف سے پوچھ لو، تمہارا مطلوب صرف اور صرف گنبد خضریٰ کی سبز چھاؤں اور مقدس جالیوں کے قریب ہے۔ اور بس

آبروئے ما زنام مصطفیٰ است

ولو انهم اذظلموا انفسهم جاء وک فاستغفر واللّٰه واستغفرلهم الرسول لوجدوا اللّٰه توابا رحيما (پ ۵ ع ۶) [ل]

تم ''الوحدۃ العربیہ'' کے نعرہ لگاتے ہو اور قدیم جاہلی عصبیت کے گڑے ہوئے مردے اکھیڑتے ہو، اپنی نسلی برتری کا تمہیں غرور ہے، یہ تمہاری بھول اور سخت نادانی ہے۔ اگر اسلام سے تمہاری نسبت نہ ہو، اور محمد عربی ﷺ کی محبتوں کا چراغ تمہارے دلوں سے دور سمجھ لیا جائے۔ تو پھر دنیا میں تمہیں کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا۔ وحشت وبربریت، جہالت و غباوت، جنگ وجدال کے اسی دور ظلمت میں داخل ہو جاؤ گے، جس میں رہ کر تم نہایت محدود اور گمنام اور بے مقصد زندگی بسر کر رہے تھے۔

سنو! یہ ہے وہ آواز جو عجم کے دور دراز گوشوں سے نکل کر صحرائے عرب میں گونج رہی ہے۔ ع محمد عربی سے ہے عالم عربی

ل اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

ہوش میں آ جاؤ! دیکھو اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم اور جارحانہ اقدامات، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ صیہونی تحریک نے تمہارے خلاف بین الاقوامی سازشوں کا جال پھیلا رکھا ہے۔ اور تم ہو کہ خواب خرگوش میں مست پڑے ہو، تمہاری متحدہ طاقت کو بھی آج صیہونیت کا ایک ہی حملہ پاش پاش کر دیتا ہے ''توریت کی ریاست'' قائم کرنے کے لئے مذہبی اداروں اور علمی شخصیتوں کی خدمتیں وقف ہیں، تمہاری زمین پر اس کے قبضے، ہر جنگ میں بڑھتے جا رہے ہیں۔ ۱۹۴۸ء اور ۱۹۷۸ء کے اسرائیل کا نقشہ دیکھو تو دس گنا سے بھی زائد اسرائیلی رقبہ بڑھا ہوا نظر آئے گا ''عظیم ترین اسرائیل'' کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے ان کی ریشہ دوانیوں کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا جا رہا ہے۔ دریائے نیل کے علاقے، بحر قلزم، سینا کا علاقہ، مملکت اردن، لبنان، شام، فرات اور سعودی عرب کے مغربی حصوں کو شامل کر کے عظیم اسرائیل کا قیام ان کی زندگی کا سب سے بڑا نصب العین بن چکا ہے۔ اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے خارجہ پالیسی اور فوجی طاقت کے اضافہ کے ساتھ اندرون اسرائیل نئی یہودی بستیاں بسائی جا رہی ہیں، بیسیوں لاکھ فلسطینی مہاجرین کے داخلہ پر پابندی ہی کیا کم تھی کہ اب بچ جانے والے عربوں کی نسل کشی اور قتل عام کے ہولناک مناظر سے زمین کا سینہ دہل اٹھتا ہے، بلڈوزر اور ڈائنامیٹ سے کئی ایک مسلم آبادیوں کا صفایا کیا جا چکا ہے اور ان کی زندگی اجیرن کی جا چکی ہے۔

کیا! اتنی ساری باتیں تمہیں راہ راست پر لانے اور خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے کافی نہیں؟

خدا کی اس وسیع و عریض دنیا میں اس کی نعمتوں سے ہر شخص بہرہ اندوز ہو رہا ہے۔ تمہارے ہاتھوں میں تو اس وقت مرکزی طاقت ہے۔ رباط کانفرس ستمبر ۶۹ء میں شاہ فیصل کی کوششوں سے اسلامی بینک قائم ہوا، ایک مستقل اسلامی سکریٹریٹ وجود میں

آیا فروری ۷۴ء میں اسلامی کانفرنس لاہور کی ایک اہم اور خفیہ میٹنگ میں یوگنڈا کے صدر عیدی امین، نے شاہ فیصل کے لئے ''خلیفۃ المسلمین'' کی تجویز پیش کی جس پر بعض وجوہ کے سبب عمل نہ ہو سکا۔

لیکن بین الاقوامی سیاسی مبصرین اور مسلم دانشوروں کا کہنا ہے کہ ملک در ملک یہ سعودی امدادیں، تجویزیں، کانفرنسیں، اور یہ مذاکرات ایک طرف اگر اتحاد و اتفاق کے ساتھ ''سواد اعظم'' کے عظیم کارواں میں ہر ایک کی شمولیت ہو جائے۔ تو پھر ''پاسبان حرم، خادم الحرمین، اور خلیفۃ المسلمین'' کا اعزاز ملنا صرف چند لمحوں کی بات ہے۔ اور اگر صحت ایمان کے ساتھ ''خیر امت'' بن جائیں تو پھر مسلمانان عالم ہی نہیں بلکہ پوری دنیا انہیں اپنا قائد اور سربراہ تسلیم کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہے۔

''خلافت ارضی'' کی وراثت تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اس دنیا میں تم بھیڑ بکریوں کی طرح زندگی کے دن کاٹنے اور خودرو پودوں کی طرح اگنے کے لئے نہیں آئے۔ کعبۃ اللہ، مسجد نبوی اور روضہ رسول ﷺ کی ظاہری محافظت اس وقت تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اگر تم چاہو تو پوری کائنات انسانیت کی قیادت و امامت کے فرائض انجام دے سکتے ہو۔

یہ ابلتے ہوئے چشمے فریب نظر ہیں ایسے ایسے ہزاروں چشمے تو مرد مومن کے پاؤں کی ٹھوکروں سے ابل سکتے ہیں۔

ہزار چشمے ترے سنگ راہ سے پھوٹیں
خودی میں ڈوب کے ضرب کلیم پیدا کر

کتاب و سنت کے حقیقی امین بن جاؤ تو شرق سے غرب تک کی دنیا تمہاری ایک نگاہ کیمیا اثر سے زندہ ہو سکتی ہے۔ اور تم چاہو تو پیاسی انسانیت کو سیراب اور آسودہ حال کر دو!

آج انسان ہر طرف سے گرفتار بلا ہے روحانیات اور اخلاقیات کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے، اقتصادی خوشحالی اور سیاسی برتری کے پیچھے ساری دنیا دوڑ رہی ہے، کیمونزم اور

سوشلزم کا ہولناک سیلاب جدید دانشور طبقہ کی صالح ذہنی وفکری صلاحیت کو غرقاب کئے دے رہا ہے، خیالات ونظریات تہ وبالا ہورہے ہیں، مغربی تہذیب کا عفریت شرم وحیا اور غیرت وناموس کے تمام تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر شارع عام پر رقص کرتا نظر آرہا ہے۔ الحاد ومغربیت کے بادل امنڈ امنڈ کر ہر طرف منڈلا رہے ہیں۔

ظہر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون (پ ۲۱، ع ۸)

بنی نوع انسانی اب خدا بیزار تہذیبوں سے گھبرا گھبرا کر اسلام کے سایہ رحمت میں پناہ لینے کے لئے مضطرب اور بے چین ہے۔ افریقہ کے بے آب وگیاہ صحرا اور یورپ کی دم توڑتی ہوئی انسانیت اب اسلام کے نظام رحمت اور شفاخانہ حجاز سے اپنی زندگی اور تازہ دمی کی سوغات مانگ رہی ہے۔ نہیں بلکہ اپنا دامن پھیلائے ہوئے انتظار کی راہیں دیکھ رہی ہے، تباہی کے دہانے تک پہنچ کر پیچھے پلٹنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ لیکن اسے کوئی نجات دہندہ رہبر نہیں ملتا۔

اگر آج بھی تم درد واخلاص کے ساتھ دنیا کو اسلام کا پیغام دو، اس تیرہ وتاریک ماحول میں ہدایتوں کا اجالا پھیلاؤ علم وفضل کی شمع جلا کر دنیا کو درخشندگی وتابانی کی دولت بخشو، تو پھر وہی موسم بہار پلٹ سکتا ہے، پھر خلافت راشدہ کی یاد تازہ ہوسکتی ہے، اور ساری دنیا عدل وانصاف اور امن وآشتی کے گہوارہ میں سکون واطمینان کا سانس لے سکتی ہے صرف یقین محکم کے ساتھ عمل پیہم اور پرسوز قلب وجگر کی ضرورت ہے۔

جو قوم اس حقیقت پر ایمان رکھتی ہے کہ یہ سارا عالم مر کر ایک بار پھر جی اٹھے گا روح جسم سے پرواز کرے گی اور پھر پلٹ آئے گی، بھلا اس کے سامنے مستقبل سے ناامیدی کا کیا سوال پیدا ہوسکتا ہے، اس کا دل تو عزائم سے لبریز اور اس کی آنکھیں یقین و

اعتماد سے پرنور ہوتی ہیں، زبان حال اس حقیقت کا برملا اعتراف کررہی ہے کہ۔

عطا مومن کو پھر درگاہ حق سے ہونے والا ہے
شکوہ ترکمانی، ذہن ہندی، نطق اعرابی

اس مقالہ کی ترتیب وتدوین میں اپنے بعض مخلص احباب بالخصوص صدیق محترم مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی نے میرا تعاون کیا جن کا میں تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

دعا ہے کہ رب کریم نیتوں میں اخلاص اور زبان وقلم میں پیش از بیش توانائی عطا فرمائے اور دیار حبیب علیہ التحیۃ والثنا کی زیارت وخاکروبی کی توفیق بخشے، آمین

ہوا ہو ایسی کہ ہندوستان سے اے اقبال
اڑا کے مجھ کو غبار رہ حجاز کرے

والسلام

محمد یٰسین اختر الاعظمی

خالص پور، ادری ضلع اعظم گڈھ، (یوپی) انڈیا

شب دوشنبہ ۳ر شعبان ۱۳۹۸ھ ۱۰ر جولائی ۱۹۷۸ء

تجویز انہدام گنبد خضرا
کا
تاریخی پس منظر

فطرتیں کچھ سعید وصالح ہوا کرتی ہیں اور کچھ شقی وطالح ۔ افراد کے اجتماعی ذہن وفکر کے آئینہ داران کے معاشرے، تحریکیں اور قومیں ہوا کرتی ہیں، جن کے ذاتی نقطۂ نظر کا پر تو جماعت پر اور جماعت کے اساسی نظریات وخیالات کا اثر افراد پر پڑنا ناگزیر ہے۔

امن پسند طبیعتیں صلح وآشتی کی جویاں ہوا کرتی ہیں، اور جو طبیعتیں تشدد پر آمادہ ہوتی ہیں وہ ہر چیز کو حرب وضرب ہی کے زاویہ سے دیکھتی ہیں۔ تعمیری ذہن رکھنے والے افراد کے تصورات وخیالات کا غالب رجحان ہمیشہ تعمیر ہی کی طرف ہوگا اور تخریب پسند طبیعتیں شب وروز توڑ پھوڑ ہی کی طرف مائل رہیں گی۔

سرزمین نجد سے اٹھنے والی تحریک جو اپنی ہیئت اور ترکیب کے لحاظ سے قطعی عجمی ہے اس تحریک اور اس کے اعوان وانصار اور ان کے رجحان طبع کا مطالعہ کرنے والے اہل علم اور ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ ان مدعیان توحید وکتاب وسنت کے قدم حق وصواب کی راہوں سے نا آشنا، ان کے جیب ودامن حرص وہوس اور جاہ طلبی کی دولت سے مالا مال، ان کے دل تحقیر واہانت کے جذبات سے معمور، اور ان کی فطرت خیر وسلامتی کی نعمت بے بہا سے یکسر محروم اور خالی ہے۔

تخریب وانتشار پسندی کے علمبرداروں نے بارہا اپنی فکری وعملی کجروی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور بوقت ضرورت وہ اس کا اعادہ بھی کرتے رہتے ہیں، ابھی حال ہی میں آل الشیخ (النجدی) کی مذہب رہنمائی اور آل سعود کی سیاسی پشت پناہی میں ایک صاحب قلم نے اپنی پرانی وہابی ذہنیت کو نیا لباس پہنا کر اس طرح دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

سعد الحصین کی تجویز

(الف) اکبر هذه البدع والفتن واقدمها: ادخال قبر النبی ﷺ وقبری صاحبه رضی الله عنهما داخل المسجد اللنبوی (ص ۴ هفت روزه الدعوة

۹/شعبان ۱۳۹۷ھ ابن خلدون روڈ ریاض سعودی عرب)

ان میں سب سے بڑی اور پرانی بدعت اور فتنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے دونوں اصحاب (حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق) رضی اللہ عنہما کی قبروں کو مسجد نبوی کے اندر داخل کرنا ہے۔

(ب) واذاقبل رائی فی ان هذا منكر : فان الفرصة ستقدم نفسها لتغييره قريبا عند بدء التوسعة الغربية حيث يمكن الاستغناء عن الجزء الشرقي من المسجد بطوله و اعادة حدود المسجد الشرقية على ماكانت عليه زمن النبي ﷺ وزمن خلفائه الراشدين و ازالة او اخفاء القبة والنقوش والستر استجابة لامر صاحب القبر و الحجرات ﷺ بتسوية القبور المشرفة والنهى عن تجصيصها ولبناء عليهما (ص ٦ الدعوة از سعد الحصين)

(ب) اور جب میری رائے مان لی جائیگی کہ یہ ایک منکر ہے تو مسجد نبوی کے مغربی حصہ کی توسیع کے وقت جلد ہی اس میں تبدیلی کا موقع مل جائے گا۔ اور مسجد نبوی کے پورے مشرقی حصے سے بے نیازی ہو جائے گی نبی ﷺ اور ان کے خلفاء راشدین کے زمانہ میں جس طرح مسجد نبوی کے مشرقی حدود تھے انہیں اسی طرح کرنا، گنبد خضرا اور نقوش و چادر کو پوشیدہ کرنا، یا ہٹا دینا بھی ممکن ہوگا نبی ﷺ کے حکم کے مطابق کہ انہوں نے اونچی قبروں کو برابر کرنے کا حکم فرمایا انہیں پختہ کرنے اور ان پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(ج) امامجرد المشی علی خطی من قبلنا فليس من شرع الله فی شئی (ص ٨ الدعوة)

(ج) محض اپنے اگلوں کے نقش قدم پر چلنا خدا کا کوئی قانون نہیں۔

نقد ونظر

مضمون نگار سعد الحصین کی تحریر کی روشنی میں تین باتیں قابل غور ہیں۔

اولاً۔ روضہ مقدسہ اور گنبد خضریٰ کا مسجد نبوی میں شامل ہونا بدعت ہے یا نہیں؟

ثانیاً۔ انہدام گنبد خضرا کی تجویز صرف مضمون نگار کی ہے یا ادارہ الدعوۃ اور سعودی عرب کی بھی یا اس تجویز کا سررشتہ ماضی سے ملا ہوا ہے۔

ثالثاً۔ اپنے اسلاف کرام کے نقش قدم پر چلنا اور انہیں نمونہ عمل بنانا درست ہے یا نہیں؟

(۱) اگر سرور کائنات ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبور مبارکہ اور ان پر گنبد کی تعمیر کو بدعت اور فتنہ تسلیم کرلیا جائے تو خلفاء راشدین وعہد صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین وجملہ مفسرین ومحدثین، فقہاء ومتکلمین ومفکرین و مدبرین اولیاء ومشائخ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، غرضیکہ پورے سرمایہ ملت کو معاذ اللہ ایسی عظیم بدعت کا مرتکب اور حمایتی ماننا پڑے گا، جس نے تقریباً چودہ سو سال سے عالم اسلام کے ایک ایک صاحب ایمان کو اپنے عشق ومحبت کا والہ وشیدا بنا رکھا ہے اور ہر وہ دل جس میں ذرہ برابر بھی ایمان کی رمق موجود ہے وہ اسے اپنی تمناؤں اور آرزوؤں کا مرکز ومحور تصور کرتا ہے، پوری امت کا اجماع ہے کہ گنبد خضرا کی تعمیر نہ صرف جائز ہے بلکہ بنظر عقیدت واحترام اس کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ امت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ عمل اس کے مباح اور جائز ہونے کی واضح اور بین دلیل ہے،، اور فرمان رسول خود اس بات پر شاہد عادل ہے لایجتمع امتی علی ضلالة میری امت کسی فتنہ وگمراہی پر اتفاق نہیں کرسکتی۔

(۲) مضمون نگار کی بظاہر ذاتی اور شخص رائے اور اس کی قیامت خیز تجویز کو بغیر ادارتی نوٹ کے شائع کرنا ایڈیٹر اور ادارہ الدعوۃ کی رضامندی کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔

اگر ادارہ اپنا نوٹ لگا کر بھی اسے شائع کرتا جب بھی اس کی گستاخی اور شقاوت قلبی کا اقبالی جرم تو اس کا مقدر بن جاتا۔

واضح ہو کہ سعودی عرب کی ایک بہت ہی متحرک و فعال اور بااثر تنظیم ''الدعوۃ الاسلامیۃ الصحفیہ'' کی طرف سے الدعوۃ شائع ہوتا ہے خود سعد الحصین ایک بااثر اور مشہور شخصیت کا مالک ہے۔ حکومت اس کا کافی احترام کرتی ہے، ریاض یونیورسٹی کے ایک طالب علم نے موجودہ سعودی علما میں اس کے مقام وحیثیت کی بہت سی تفصیلات بتلائیں، راقم سطور کو اس نے یہ بھی بتلایا کہ اس کا بھائی حکومت کا مخلص اور صاحب اثر ورسوخ آدمی ہے۔

سعودی عرب میں ''صحافتی آزادی'' نام کی کوئی چیز نہیں حکومت کی مرضی اور اس کے پروگرام سے ہم آہنگ ہوئے بغیر ایک سطر بھی نہیں چھپ سکتی، اس صورت میں حکومت کے علم میں لائے بغیر اتنی ہولناک تجویز پیش کئے جانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حکومت کے علم میں لائے بغیر اچانک یہ مضمون چھپ گیا یا سنسر بورڈ کی بے توجہی سے ایسی زبردست غلطی ہوگئی جب بھی اتنے طویل عرصے تک حکومت کی مجرمانہ غفلت وسستی دیدہ ودانستہ اغماض کی روشن دلیل اور ایسی حقیقت ہے جس پر کسی طرح پردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔

ہندو پاک، بنگلہ دیش، افغانستان، ترکی، برطانیہ، ایران، عراق شام وغیرہ کے ہزاروں علماء اہلسنت اور جمہور امت مسلمہ نے اس ایمان شکن تجویز کے خلاف عالمی پیمانہ پر احتجاجات کئے اپنے اپنے ملک میں سعودی سفیروں سے ملاقاتیں کیں اور زبردست غم وغصہ کا اظہار کیا جاتا ہے۔

حتی کہ ترکی پارلیمنٹ نے اپنی غیرت وحمیت کا ثبوت دیتے ہوئے اس منحوس تجویز کے خلاف ایک قرارداد پاس کر کے مسلمانون عالم کے جذبات کی پوری پوری

نمائندگی کی۔ اس کے باوجود شاہ خالد اور ان کی حکومت کی طرف سے کوئی صریح اور واضح تردیدی بیان تک شائع نہیں ہوا، مجرم اور ادارۂ الدعوۃ کو سزا دینا تو درکنار۔

اشاعت مضمون کے بعد عالم اسلام کے شدید احتجاج کے باوجود سعودی عرب کی مسلسل خاموشی کا مطلب رضامندی کے علاوہ اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا، فاضل مدیر ماہنامہ ''المیزان'' رقمطراز ہیں۔

ہم سعودی سربراہوں کی خاموشی کو اچھی علامت نہیں سمجھتے، ایک ہفتہ قبل کی بات ہے کہ عالی جناب غلام محمود بنات والا ایم، پی، صدر مہاراشٹر مسلم لیگ نے مجھے بتایا کہ مسلم لیگ کے ایک وفد نے سعودی سفیر مقیم دہلی سے ملاقات کی۔ اور گنبد خضرا کے تعلق سے مسلمانان ہند کی بے چینی سے آگاہ کراتے ہوئے اصل واقعہ سے آگاہی چاہی، تو سفیر موصوف نے یہ تو کہا کہ ''حکومت سعودیہ کا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے، اور یہ کہ ایسی تجویز الدعوۃ میں ایک فرد کی جانب سے شائع ہوئی ہے۔ لیکن ہماری حکومت کے سامنے انہدام گنبد خضرا کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔

لیگی قائد نے سعودی سفیر سے کہا کہ آپ اس بات کی تردید کردیں تاکہ مسلمانوں کو اطمینان ہوجائے۔ سفیر صاحب نے کہا۔

''ہم تردید نہیں کرسکتے، ہم سفیر ہیں، ہم پورے ہندوستان سے آئے ہوئے احتجاجی میمورنڈم مراسلات، برقی پیغامات بھی حکومت سعودیہ عربیہ کو روانہ کررہے ہیں، جب تک ہماری حکومت کی جانب سے حکم نہیں ملے گا ہم تردید نہیں کرسکتے''۔

حکومت سعودیہ کی پراسرار خاموشی اور سعودی سفیر کا تردید سے انکار بتا رہا ہے کہ دال میں کالا ضرور ہے..... حکمرانوں کا مزاج ہی کچھ اس طرح کا ہوتا ہے کہ رائے عامہ کے خوف سے وہ جس بات کو خود نہیں کہہ سکتے، اس بات کے لئے حمید دلوائیوں کو پیدا کرتے ہیں۔

(ماہنامہ المیزان بمبئی شمارہ مارچ، اپریل ۷۸ء)

سعودی عرب کی شخصی حکومت کے سبب خود وہاں کے علمائے اہلسنت کھل کر کوئی احتجاج نہیں کر سکتے، احتجاج تو بڑی بات ہے۔اظہار رائے بھی گوارہ نہیں، اگر اس زبان بندی کو سمجھنا ہو تو ہندوستان میں اٹھارہ ماہ تک مسلسل جاری رہے والے ہنگامی حالات (ایمرجنسی) کی یاد ایک بار پھر تازہ کر لیجئے یہ مسئلہ خود بخود سمجھ میں آجائے گا، ان سب پابندیوں کے باوجود خود حرمین طیبین میں اس تجویز کے خلاف شدید غیظ وغضب کا اظہار کیا جارہا ہے، اور والیان نجد کی آنکھیں شاید اس وقت کھلیں جب پانی سر سے اونچا ہو جائے۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز

تحریک نجد کا غائر نظر سے مطالعہ کیا جائے تو اس حقیقت تک پہنچنے میں کوئی چیز مانع نہ ہوگی کہ اس تحریک کے اعیان اور اعوان وانصار کا مزاج ہی یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی مزارات اور ان پر قبے نظر آئیں انہیں فوراً مسمار کر کے زمین بوس کر دیا جائے۔ تاریخی حیثیت سے دیکھا جائے تو ہزاروں واقعات خود حرمین طیبین میں ایسے پیش آچکے ہیں کہ صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبور مبارکہ کو برابر کر کے ان پر عمارتیں اور سڑکیں بنادی گئیں ہیں۔خلفاء راشدین اور خود قبر رسول علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ بھی جب بے حرمتی اور گستاخانہ جرأتیں کی جا چکی ہیں۔تو پھر ان کے انہدام میں سوائے مسلمانان عالم کے غیظ وغضب کے اور کون سی چیز مانع ہے؟

(۳) اسلاف کرام کی اتباع اور ان کے نقش قدم پر چلنا یہ ایسا اجماعی مسئلہ ہے جس میں کسی اختلاف کی گنجائش ہی نہیں۔ ''عوام'' اور ''جاہلوں'' کی بات نہیں کہ انہیں خرافات اور مزخرفات کہہ کر ٹال دیا جائے، ''خواص'' کے ہاتھوں یہ کام انجام پایا ہے، سلاطین وامراء اور عثمانی خلفا نے جالی اور گنبد کی تعمیر کرائی گو وہ خود بھی احکام شرع سے واقف ہوا کرتے تھے۔یا لاعلمی کی صورت میں علماء وفقہاء سے مسائل پوچھ لیا کرتے تھے، اسے بھی نہ تسلیم کیا

جائے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ ساتھ آٹھ صدیوں تک علماء اور فقہائے امت نے غیرت و حمیت اسلامی کو بالائے طاق رکھ کر سلاطین وامراء کی رضامندی کو سب پر ترجیح دیا، حالانکہ علمائے اسلام نے اعلاء کلمۃ الحق کی راہ میں بڑے بڑے جابر حکمرانوں کی بھی ذرہ برابر پرواہ نہ کی۔

لہٰذا اس طویل سلسلہ خیر وبرکت کو بدعت اور باطل ٹھہرانا جمہور امت مسلمہ سے اختلاف اور صراط مستقیم سے انحراف ہے۔

ہجوم کار اور کثرت مشاغل نے باقاعدہ ترتیب کی پر سکون مہلت نہ دی پھر بھی اس اجمال کی قدرے تفصیل آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں۔

تعمیر روضہ مقدسہ وقبہ مبارکہ

تاریخ اسلام بتلاتی ہے کہ حضرت رسول ہاشمی ﷺ کے روضہ مبارکہ میں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبریں بھی ہیں۔

روی ابن زبالة عن عائشة رضی اللہ عنها انها قالت ما رلت اضع خماری وأتفضل فی ثيابی حتی دفن عمر: فلم ازل متحفظة فی ثيابی حتی بنيت بينی وبين القبور جدار (ص ۵۴۳،۵۴۴) الجزء الثانی من وفاء الوفا باخبار دار المصطفی لنور الدين علی بن احمد المصری الشافعی السمهودی المتوفی سنہ ۹۱۱ من الهجره

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن سے پہلے تک بغیر اوڑھنی کے عام لباس میں رہا کرتی اس کے بعد احتیاط سے اپنے کپڑوں میں لپٹی رہتی اور قبر مبارک کے درمیان جب دیواریں کھینچ دی گئیں (تو پھر میں گھر کی طرح عام حالات میں رہنے لگی)۔

روضہ مبارکہ حضرت عائشہ کے حجرہ میں واقع ہے، مسجد نبوی اور حجرۂ عائشہ دونوں ساتھ ساتھ ہیں۔

قال ابن سعد فی طبقاته: اخبرنی موسیٰ بن داؤد قال سمعت مالک بن انس یقول قسم بیت عائشة باثنین قسم کان فیه القبر و قسم کان تکون فیه عائشة و بینهما حائط (ص ۵۴۴ وفاء)

حضرت مالک بن انس فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گھر دوحصوں میں منقسم تھا۔ ایک حصہ میں قبر مبارک تھی اور دوسرے حصہ میں حضرت عائشہ رہا کرتی تھیں ان دونوں کے درمیان ایک دیوار حائل تھی۔

یہ دیوار کب حائل ہوئی اور کس نے اس کی تعمیر کی اس کی تحقیق کے لئے یہ روایت پڑھیے۔

لم یکن علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم علی بیت النبی ﷺ حائط و کان اول من بنی جدارا عمر بن الخطاب رضی الله عنه (ص ۵۴۴)

عہد رسالت میں کاشانہ نبوی بغیر دیوار کے تھا سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر دیوار تعمیر کی۔

قال عبید الله بن ابی یزید کان جداره قصیر اثم بناه عبدالله بن الزبیر. (ص ۵۴۴)

حضرت عمر کی دیوار چھوٹی تھی حضرت عبداللہ بن زبیر نے پھر اس کی تعمیر کی۔

قال ابوغسان بن یحیٰ بن عبدالحمید و کان عالما باخبار المدینة ومن بیت کتابة و علم، لم یزل بیت النبی ﷺ الذی دفن فیه هو وابو بکر و عمر رضی الله عنهما ظاهرا حتی بنی عمر بن عبد

العزیز علیه الحظار المزور الذی هو علیه الیوم حین بنی المسجد فی خلافة الولیدبن عبد الملک. (ص ۵۴۴)

یعنی بیت النبی ﷺ جس میں آپ اور حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما مدفون ہیں، وہ دیوار گرنے کی وجہ سے کھلا رہا، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اسے ڈھک لیا۔

ایک بار دیوار گر پڑی تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اسے کپڑے سے مستور کردینے کا حکم دیا جس پر عمل ہوا، ابوحفصہ جو حضرت علی کے غلام تھے، انہیں کچھ لوگوں نے حکم دیا کہ وہ دیوار تعمیر کریں تو انہوں نے دیوار تعمیر کی اور اس میں ایک روشن دان بنا دیا، اس کام سے فارغ ہوئے تو مزاحم جو حضرت عمر کے غلام تھے وہ داخل ہوئے تو قبر شریف پر جو مٹی گری تھی اسے صاف کیا حضرت عمر بن عبدالعزیز شوق ووارفتگی میں فرمایا کرتے۔

لان اکون ولیت ماولی مزاحکم من قم القبور احب الی من ان یکون لی من الدنیا کذاکذا و ذکر مرغوبا من الدنیا. (ص ۵۴۶)

یعنی مزاحم کو صفائی قبور کی سعادت حاصل ہوئی اگر مجھے میری قسمت اس خدمت کا موقع دیتی تو جہان کی ساری مرغوب چیزیں اس کے سامنے ہیچ ہوتیں اور اسی سعادت کو میں سب سے زیادہ محبوب سمجھتا۔

یہ تعمیر ولید بن عبدالملک کے دور میں ہوئی، اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ متصل گھروں کو ڈھا کر مسجد نبوی کی توسیع کیجئے اس حکم سے پہلے اس نے ازواج مطہرات کے جو متصل مکانات تھے انہیں خرید لیا تھا، جب عمر بن عبدالعزیز ایک گوشہ میں بیٹھ گئے اور پھر ان مکانات کو ڈھانے کا حکم دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ فمارأیت باکیا اکثر من یومه (ص ۵۴۷) اس روز سے زیادہ میں نے انہیں کبھی روتے نہ دیکھا۔

عن ابی الجوزاء قال قحط اهل المدینة قحطا شدید افشکوا الی عائشة فقالت فانظر وا قبر النبی ﷺ فاجعلوامنه کوة الی السماء حتی لایکون بینه وبین السماء سقف ففعلوافمطروا (ص . ۵۴۹)

ایک بار مدینہ طیبہ میں بہت شدید قحط پڑا، لوگوں نے حضرت عائشہ سے اس سلسلے میں عرض کیا، انہوں نے قبر نبی میں ایسا روشن دان بنانے کا حکم دیا کہ حد آسمان تک کوئی چیز حائل نہ ہو، لوگوں نے ایسا ہی کیا تو بارش ہوئی۔

خلیفہ عباسی مستقضی باللہ بن مستنجد باللہ کے زمانہ میں حجرہ مقدسہ کی اندرونی مغربی دیوار گر پڑی تھی، اس کی تعمیر جیسی تھی، اسی طرح پھر دوبارہ کردی گئی، اندرونی حصہ میں لکڑی کا ایک پیالہ ملا جو دیوار گرنے سے دب کر ٹوٹ گیا تھا، دیوار کی کچھ مٹی کے ساتھ اسے بغداد مقدسہ لے جایا گیا، جس روز یہ پیالہ بغداد مقدسہ کی سرزمین پر پہونچا تو اس کی زیارت کے لئے انسانوں کا سیلاب امڈ پڑا، بازار اور کارخانے تک بند ہوگئے تھے۔ (ص ۔ ۵۷۰)

خلیفہ متوکل (المتوفی ۲۴۷ھ) نے حجرۂ مبارکہ کو سنگ مرمر سے بنوایا، پھر خلیفہ مقتفی کے دور میں ۵۴۸ھ میں مزید حصوں کو تزئین ہوئی، اس کے بعد دسویں صدی ہجری میں سلطان اشرف قائتبائی کے دور میں قبر مبارک کی تعمیر ثانی کے وقت سنگ مرمر سے اسے مزین کیا گیا۔

واعلم ان فی عشر الستین وسبع مائة فی دولة السلطان الصالح اسماعیل بن الملک الناصر محمد بن قلادون اشتری قریة من بیت مال المسلمین بمصر ووقفها علی کسوة الکعبة المشرفة فی کل سنة وعلی کسوة الحجرة المقدسة والمنبر الشریف فی کل خمس سنین مرة هکذا ذکره التقی الفاسی فی شفاء الغرام (ص . ۵۸۴)

یعنی آٹھویں صدی ہجری میں سلطان صالح اسماعیل بن الملک الناصر محمد بن قلادون نے مصر میں مسلمانوں کے بیت المال سے ایک آبادی خرید کر غلاف کعبہ کے اخراجات کے لئے اسے وقف کردیا، حجرہ مقدسہ اور منبر شریف کے لئے بھی وقف کیا، کعبہ مقدسہ کو سال میں ایک بار اور حجرہ ومنبر کو پانچ سال پر غلاف وچادر سے مزین کئے جانے کے لئے یہ وقف تھا۔

پردہ، چادر، جالی اور قندیل کے استعمال کا ذکر کرتے ہوئے غلاف کعبہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں "ستر الکعبة بالدیباج قام علیه الاجماع" (ص ۵۹۵)

وقف کی بحث میں لکھتے ہیں: واما الحجرة الشریفة فتعلیق القنادیل فیها امر معتاد من زمان ولاشک انها اولی بذالک من غیرها والذین ذکر وا الخلاف فی المساجدلم یذکر وهاو کم من عالم وصالح قداتی للزیارة ولم یحصل من احدانکار لذالک (ص ۵۹۴)

نہ جانے کتنے علماء وصلحاء امت آئے مگر کسی نے اسے ناپسند کیا نہ ناجائز کہا۔

فهذا وحده کاف فی جواز ذالک مع ماتقدم واستقراء الادلة فلم یوجد فیها مایدل علی المنع قال فنحن نقطع بالجواز . (ص . ۵۹۴)

تنہا یہی ایک بات گذشتہ چیزوں (پردہ، چادر، جالی، قندیل وغیرہ) کے لئے کافی ہے کہ کوئی دلیل بھی اس کی ممانعت میں نہیں ملتی، اس لئے ان کا جواز قطعی ہے۔

قال المطری: ولما شرعوافی العمار ة قصد والازالة ماوقع من السقوف علی القبور الشریفة فلم یجرواعلی ذالک (ص. ۶۰۱) شب جمعہ رمضان المبارک ۶۵۴ھ میں ایک بار مسجد نبوی میں آگ لگی تو قبور مبارکہ پر کچھ چھت گر پڑی تھی جس کو تعمیر کے وقت ہٹانے کی رائے ہوئی لیکن کسی کو ہمت نہ پڑی کہ آگے بڑھ کر تعمیر کام کرسکے۔

فتركوا الردم علىٰ ما كان عليه ولم ينزل احدهناك ولم يتعرضو اولاحركوه.(ص.۶۰۱)

گرا پڑا ملبہ جیسے تھا اسی طرح چھوڑ دیا کوئی بھی قریب نہ گیا، اس سے نہ کسی نے تعرض کیا اور نہ کسی نے حرکت دی۔

اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فعلمت ان اهل ذالک الزمان لم يتركوه الالعلمهم بان ازالته لاتتاتى الابانتهاک الحرمة فتوقفوافى ذالک فجز اهم الله تعالىٰ خيرا (ص۔۶۰۱)

ان لوگوں نے صرف اس لئے چھوڑ دیا کہ اس کام میں ہتک حرمت اور سوء ادب کا خطرہ تھا خدا انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس دور میں یہ آگ کیوں لگی تھی، اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت: وهذالان الاستيلاء على المسجد والمدينة كان فى ذالک الزمان للشيعة وكان القاضى والخطيب منهم حتى زكر ابن فرحون ان اهل السنة لم يكن احديتظاهر بقراءة كتب اهل السنة . (ص.۶۰۰)

میرا کہنا ہے کہ یہ آگ اس لئے لگی کہ مسجد نبوی اور مدینہ طیبہ پر شیعوں کا اس زمانے میں تسلط تھا، ابن فرحون کا کہنا ہے کہ اہل سنت و جماعت برسرعام اپنی کتابیں بھی نہیں پڑھ سکتے تھے۔

۶۶۸ھ میں سلطان رکن الدین ظاہر نے جالی شریف لگوائی، مسجد نبوی کی مشرقی اور مغربی چھت کی سلطان ملک الناصر محمد بن قلاوون صالحی نے ۷۶۵ھ میں تعمیر جدید کی اور دونوں چھتوں کو ملا کر ایک کر دیا، اس سے پہلے اسے ملک منصور نور الدین بن علی و ملک مظفر شمس الدین یوسف بن منصور نے بنوایا تھا، اور ان کے باقی ماندہ کام کی تکمیل ملک ظاہر رکن الدین بیبرس نے کی تھی، اس طرح عہد بعہد اس کی تجدید و توسیع ہوتی رہی۔

ساتویں صدی ہجری یعنی ۶۷۸ھ میں ملک منصور قلاؤون صالحی کے زمانہ میں گنبد کی تعمیر ہوئی اس سے پہلے حجرۂ مقدسہ کے اوپر قبہ نہ تھا۔

بل كان حول مايوازى حجرة النبى ﷺ فى سطح المسجد حظير مقدار نصف قامة مبنياً بالآجر تميز اللحجرة الشريفة عن بقية المسجد. (ص ۶۷۸)

بلکہ حجرۂ نبوی کے مقابل میں سقف مسجد سے متصل نیچے نصف قامت کے برابر اینٹوں سے بنا ہوا ایک احاطہ تھا، تاکہ حجرۂ مقدسہ مسجد نبوی سے ممتاز رہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ مذکورہ قبہ کمال احمد بن برجان عبدالقوی ربعی نے بہ نیت ثواب بنایا ہے۔ (ص۔۶۰۹)

وقدجدوت هذه القبة فى ايام الملک الناصر حسن بن محمد بن قلاؤون. (ص.۶۰۹)

ملک ناصر حسن بن محمد بن قلاؤن نے اس قبہ کی تجدید کی۔

واحكمت فى ايام الملک الاشرف شعبان بن حسين بن محمد فى ست خمس وستين وسبعمائة . قال الزين المراغى، الملک الاشرف شعبان بن حسین کے زمانہ میں اسے مستحکم کیا گیا۔ ثم احترق ذالک كله فى حريق المسجد الثانى فاقتضى رائهم تاسيس القبة البيضاء الموجودة اليوم . (ص.۶۱۰)

۱۳ر رمضان المبارک ۸۸۶ھ کو دوسری آگ لگنے کے بعد پھر قبہ کی تعمیر ثانی ہوئی اس وقت گنبد کا رنگ سفید تھا۔ اس لئے القبۃ البیضاء کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

۹۸۵ھ میں عثمانی خلیفہ سلطان سلیم ثانی نے حجرۂ مقدسہ کا عظیم الشان اور پرشکوہ گنبد تعمیر کرایا

۱۲۲۸ھ میں محمد علی پاشا نے حجرۂ مقدسہ کی تعمیر جدید میں زرکثیر صرف کیا ۱۲۳۳ھ میں

سلطان محمود نے بھی یہ شرف حاصل کیا، اور ۱۲۵۵ھ میں اس گنبد پر سبز رنگ کرایا جس نے بعد اس قبہ مبارکہ کو گنبد خضراء کہا جانے لگا۔ ۱۲۶۵ھ سے ۱۲۷۷ھ کے دوران سلطان عبدالمجید ثانی نے حجرہ مقدسہ کی تعمیرو آرائش میں نمایاں حصہ لیا۔

اس طرح عہد بعہد حجرۂ مبارکہ اور قبہ کی تعمیر اور تجدید وتزئین ہوتی رہی اور ہزاروں لاکھوں علماء فقہاء زیارت کی سعادت سے بہرہ مند ہوتے رہے اور سب نے استحسان واستحباب کی نظروں سے دیکھا۔ فماراٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن (الحدیث)

۵ر شوال ۱۳۷۰ھ کو سعودی عرب کی طرف سے مسجد نبوی کی توسیع کا کام شروع ہوا۔ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ کو ملک سعود نے ایک بڑے مجمع کے سامنے تعمیر جدید کا سنگ بنیاد رکھا۔

مسجد نبوی کا طول وعرض

		مربع میٹر
(۱)	مسجد مبارک جسے حضورﷺ نے تعمیر فرمایا	۲۴۷۵
(۲)	امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب کے عہد میں توسیع	۱۱۰۰
(۳)	امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان کے عہد میں توسیع	۴۹۶
(۴)	خلیفہ اموی ولید بن عبدالملک کے عہد میں توسیع	۲۳۶۹
(۵)	خلیفہ عباسی مہدی کے عہد میں توسیع	۲۴۵۰
(۶)	الملک الاشرف قائتبائی کے عہد میں توسیع	۱۲۰
(۷)	سلطان عبدالمجید عثمانی کے عہد میں توسیع	۱۲۹۳
(۸)	سعودی توسیع سے پہلے	۱۰۳۰۳
(۹)	سعودی توسیع	۶۰۲۴
(۱۰)	سعودی توسیع کے بعد	۱۶۳۲۷

تعمیر کا کام موجودہ سعودی حکومت بھی کر رہی ہے۔ لیکن اس میں انہدام وتخریب کے ناپاک عناصر بھی درآئے ہیں۔ جنھوں نے اس کے سارے کارناموں کو خاک میں ملادیا۔

انہدام مقابر کے لرزہ خیز واقعات

۱۹۲۵ء میں جب حرمین طیبین پر نجدیوں کا تسلط ہوا تو عالم اسلام میں ہر طرف اس کے خلاف پرشور احتجاجات ہونے لگے۔ سب سے دل آزار پہلو یہ تھا کہ مزارات ومقابر کو انہوں نے بے دریغ شہید کرنا شروع کردیا تھا۔ اس روح فرسا خبر سے پورا ہندوستان چیخ اٹھا، اس وقت کی موثر ترین تنظیم خلافت کمیٹی نے مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل اپنا ایک نمائندہ وفد حجاز بھیجا۔

(۱) مولانا عبدالماجد بدایونی (۲) سید سلیمان ندوی (۳) مولانا ظفر علی خان (۴) مولانا محمد عرفان (۵) مسٹر شعیب قریشی (۶) سید خورشید حسن۔ اس وفد نے حجاز پہنچ کر مقامات متبرکہ واماکن مقدسہ کا بچشم خود مشاہدہ کیا، حکمراں شخصیتوں سے ملاقاتیں کیں ہندوستانی مسلمانوں کے جذبات واحساسات سے باخبر کیا، اور انہیں ان کے فاسد ارادوں سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

وفد نے تمام واقعات وتاثرات کو رپورٹ خلافت کمیٹی کے نام سے یک جا کر کے شائع کیا اور منہدم مزارات ومساجد کا فوٹو بھی اس میں شامل کیا، تاکہ صحیح صورت حال سے تمام مسلمان واقف ہوسکیں۔

مؤتمر عالم اسلامی مکہ مکرمہ منعقدہ ۱۹۲۶ء کی رپورٹیں بھی اس میں شامل ہیں بطور نمونہ اس وفد خلافت کمیٹی کی چند رپورٹیں نقل کی جارہی ہیں ’’مکہ میں جنت المعلی کے مزارات شہید کردیئے گئے ہیں، مولد النبی (جس مکان میں آنحضرتﷺ کی ولادت ہوئی تھی توڑ دیا گیا ہے، لیکن نجدی حکومت نے یقین دلایا ہے کہ مدینہ کے مزارات کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا جائے گا۔ (ص ۳۳ رپورٹ خلافت کمیٹی)

۶۵ء میں مکہ مکرمہ کے سیکڑوں مزارات اور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد کو مسمار کر کے زمین کے برابر کر دیا گیا، دوسرے مرحلے میں پیش آنے والے حادثہ کا ذہنی وروحانی اضطراب اس طرح نجدی حکومت نے دور کیا کہ مدینہ طیبہ کے ماثر ومقامات مقدسہ کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ اس جھوٹی یقین دہانی پر کچھ لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا مگر اس تحریک کا مزاج اور اس کی نیت سے جو علماء اہلسنت اچھی طرح واقف تھے، انہوں نے ۱۹۷۸ء/۱۳۹۸ھ کی طرح اپنے شدید غم وغصہ اور بے چینی کا اظہار کیا، تھا لیکن نجدی حکومت نے بالآخر اپنا دوسرا منحوس قدم اٹھا کر ہی دم لیا، خلافت کمیٹی کے وفد ۲۶ء نے اپنی رپورٹ میں اس طرح اس وقت کی صورت حال کی خبر دی۔

''۲۲ رمئی کو اکبری جہاز ساحل پر لنگر انداز ہوا اس وقت سب سے پہلے جو وحشت ناک اور جگر گداز خبر ہمیں موصول ہوئی وہ (مدینہ طیبہ) جنت البقیع اور دیگر مقامات کے انہدام کی تھی، لیکن ہم نے اس خبر کے قبول کرنے میں تامل کیا، اس لئے کہ سلطان ابن سعود خلافت کمیٹی کے دوسرے وفد کو تحریری وعدہ دے چکے تھے کہ وہ مدینہ منورہ کے مزارات وماآثر کو اپنی اصلی حالت پر رکھیں گے۔

لیکن جدہ پہنچ کر سب سے پہلے ہم نے ایک رکن حکومت شیخ عبدالعزیز عقیقی سے جب اس خبر کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے تصدیق کی اور فرمایا، نجدی قوم بدعت اور کفر کے استیصال کو اپنا فرض خیال کرتی ہے اور اس مسئلہ میں وہ دنیائے اسلام کے مصالح کی کوئی پرواہ نہیں کرے گی، خواہ دنیائے اسلام خوش ہو یا ناراض ہو۔ (ص ۸۵ رپورٹ خلافت کمیٹی)

بہر حال حالات وواقعات کچھ بھی ہوں، سلطان عبدالعزیز کے تمام حتمی اور واجب الایفاء وعدوں کے باوجود مدینہ منورہ کے تمام قبے گرادئے گئے۔

(ص ۸۸ رپورٹ خلافت کمیٹی)

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مزارات مقدسہ کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا اس سے باخبر کرنے کے بعد دونوں مقدس مقامات کی مساجد کی شکست وریخت کی دلدوز خبر وفد نے اس طرح دی ہے۔

''اس سے بھی زیادہ افسوس ناک چیز یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منورہ کی بعض مساجد بھی نہ بچ سکیں، اور مزارات کے قبوں کی طرح یہ مساجد بھی توڑ دی گئیں، مدینہ میں منہدم کردہ مساجد کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مسجد فاطمہ متصل قبا (۲) مسجد ثنایا (۳) مسجد منارتین (۴) مسجد مائدہ (۵) مسجد اجابہ (ص ۸۸ رپورٹ خلافت کمیٹی)

وہابیوں کی تخریب کاری کا ذکر کرتے ہوئے مشہور فاضل فرید وجدی نے اپنی انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے۔ ولما حاصر الوھابیون المدینة خربوھا (ص ۵۳۵ المجلد الثامن دائرۃ م معارف القرن العشرین مطبوعہ بیروت، لبنان)

ترجمہ: جب وہابیوں نے مدینہ طیبہ کا محاصرہ کیا تو بڑی تخریب کاری کی۔

مدینہ طیبہ کے منہدم مزارات کی مختصر فہرست

(۱) امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت امام نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱) حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) (مدفن سر مبارک) امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) جگر

گوشہ رسول حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) عم النبی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷) حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (۲) ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا (۳) ام المومنین حضرت سوداء رضی اللہ عنہا (۴) ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

(۱) بنت رسول حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا (۲) بنت رسول حضرت زینب رضی اللہ عنہا (۳) بنت رسول حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا (۴) بنت رسول حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (۵) حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہا (بنت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ) (رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۸۰ تا ۸۹) ان کے مزارات منہدم کر دیئے گئے۔

مشہور مؤرخ محمد فرید وجدی نے لکھا ہے۔ وکان بالبقیع قباب کثیرۃ ھدمھا الوھابیون (ص ۵۳۴ المجلد الثانی دائرہ المعارف القرن العشرین مطبوعہ بیروت) ترجمہ: جنت البقیع میں بہت سے قبے تھے جنہیں وہابیوں نے ڈھادیا۔

مکہ معظمہ کی گمشدہ نعمتوں کو ایک مرد مومن کی روح اس طرح تلاش کرتی ہے۔

''مکہ کے بارونق بازاروں میں دنیا کے ہر ملک کی چیزیں بکتی ہیں، ہر قسم کا سامان ملتا ہے لیکن نہیں ملتا تو مولد النبی نہیں ملتا، مولد فاطمہ نہیں ملتا، دار ارقم نہیں ملتا، قبہ خدیجہ نہیں ملتا، باب ام ہانی نہیں ملتا، اور تہذیب کی چمک، تمدن کی روشنی اور دولت کی فراوانی میں یہ یادگاریں اس طرح دبا دی گئی ہیں جیسے واقعات کی دنیا میں ان کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔

آج عقیدتوں کی دنیا سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے کہ کیا مولد النبی کی دیواریں لائق توقیر نہ تھیں؟ اس کی زمین محبتوں کی بوسہ گاہ نہ تھی؟ مولد فاطمہ کے بام و در قابل تکریم نہ تھے؟ خدا کے آخری نبی کا عبادت خانہ اور وحی الٰہی کا مقام نزول باعث عزت نہ تھا؟ کیا اسلام کی

اولین خاتون اور ان کا قبہ قابل تکریم نہ تھا؟ کیا ام ہانی کا نام لائق التفات نہ تھا؟ اگر تھا اور یقیناً تھا تو ان مقامات مقدسہ کی بقا اور تحفظ کا معقول و مناسب انتظام کیوں نہیں کیا گیا؟ حرم کی توسیع پر کروڑوں اور اربوں ریال خرچ کرنے والوں سے کوئی دریافت کرلے کہ وہ عمارتیں کیوں منہدم ہوئیں۔ وہ نشانیاں کیوں زمین بوس ہوئیں۔ وہ مآثر کیوں بے نام ونشان ہوئے؟ کیا ان یادگاروں کا تحفظ ممکن نہ تھا، کیا ان کی خمیدہ دیواروں کو چند ریال کے سہارے کھڑا نہیں رکھا جاسکتا تھا، کیا منہدم کھنڈرات کو چہار دیواریوں کے ذریعہ محفوظ نہیں رکھا جاسکتا تھا، کیا چودہ سو سال پرانی دیواروں کی دھول مٹیوں کو دبیز شیشوں سے ڈھاک کر محافظت کا حق ادا نہ کیا جاسکتا تھا؟ خدارا ارباب حکومت اور اصحاب دولت سے کوئی پوچھے کہ یہ نشانیاں آخر کیوں بے نام ونشان ہوئیں؟ کیوں بے نام ونشان ہوئیں یہ نشانیاں؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ دولت کی فراوانی نے عقیدوں میں افلاس پیدا کر دیا ہے، شاہراہوں کی کشادگی نے دلوں میں تنگی پیدا کر دی ہے، عمارتوں کی بلندی نے عقیدتوں میں پستی پیدا کر دی ہے، ایر کنڈیشنڈ مکانات کی اقامت نے ان مکانوں کی عظمت و تقدس ختم کر دی ہے، بجلیوں کے رنگین تیز بلب نے محبتوں کی دنیا کو تاریک کر دیا ہے، امپالا کاروں کی صبا رفتاری نے ایمان کے جذبات کو سست کر دیا ہے۔ اور وسعت حرم کی مہم نے صاحب حرم کی عظمت و محبت کو پس پشت ڈال دیا ہے، اگر ایسا ہے تو دنیا کان کھول کر سن لے کہ ان کے گناہ گار غلاموں کو پر شکوہ عمارتیں نہیں ان کے قدموں سے لگا ہوا کھنڈر چاہئے، صاف شفاف سڑکیں نہیں ان کے قدموں کی دھول اور خاک رہ گذر چاہئے، صفا و مروہ کا سائبان نہیں اسلام کی اولین خاتون کے مزار پاک کے قبہ اقدس کا سایہ چاہئے، تیز بلب نہیں سیدہ طاہرہ کی مقدس چکی کا ٹکڑا چاہئے، کوئی عبدالعزیز نہیں ام ہانی کے نام کی عظمت چاہئے۔ خدا کے لئے اپنی تمام مادی آسائشیں و سہولتیں لے لو، ہماری روحانی یادگاریں اور ایمانی نشانیاں دیدو

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے
روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور انہیں

(ماہنامہ استقامت کانپور شوال ۹۸ھ)

اور شورش کاشمیری مدیر چٹان لاہور کا قلم بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

(۱) جنت المعلیٰ مکہ معظمہ کا قدیم ترین لیکن جنت البقیع کے بعد سب سے افضل قبرستان ہے، منیٰ کے راستے پر مسجد الحرام سے ایک میل دور ہے، کسی قبر پر کوئی نشان یا کتبہ نہیں سب نشان ڈھادئے گئے ہیں، ہر طرف مٹی کے ڈھیر ہیں، چراغ نہ پھول عجیب ویرانہ ہے، جس حصہ میں حضرت اسماء، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکر، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ ابن مبارک، حضرت امام ابن جبیر اور سعید ابن مسیب کی قبریں ہیں۔

وہاں اندر جانے کے لئے ایک دروازہ ہے لیکن وہ قبور پر حاضری کے لئے نہیں، نئی میتوں کے لئے ہے اور جس حصہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور ان کے افراد خاندان آرام فرمارہے ہیں، یا حضور کی والدہ حضرت آمنہ، حضور کے لخت جگر قاسم اور حضور کے چچا ابوطالب مدفون ہیں، وہاں کوئی دروازہ اور کوئی راستہ نہیں، ٹوٹی پھوٹی قبریں مٹی کی ڈھیریاں ہوگئی ہیں کسی تودہ پر پانی کا چھڑکاؤ نہیں، دھوپ کا چھڑکاؤ ضرور ہے، پوری دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی قبرستان بے بسی کے اس حالت میں نہ ہوگا، اور سہیل ایک پہاڑی پر چڑھ گئے، وہاں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی قبر پر نگاہ کی، ام المومنین کا مزار...... میں کانپ اٹھا میرا دل دھک دھک کرنے لگا، مسلمانوں نے اپنی بیویوں کے تاج محل بناڈالے لیکن جس عورت کو پیغمبر آخرالزماں کی پہلی شریک حیات ہونے کا شرف حاصل ہوا، جو فاطمۃ الزہرا کی ماں تھیں وہ ایک قبر ویران میں پڑی ہیں میں اپنے تئیں ضبط نہ کرسکا...... کیا خدیجۃ

الکبریٰ کی زندگی نہیں گذار رہیں، حضور کو بعثت سے پہلے گیارہ سال ستایا گیا ام المومنین کو اب ستایا جارہا ہے اس کا نام قرآن وسنت رکھتے ہیں۔ وہ کس منہ سے تاج شہی پہنتے اونچے اونچے محل بناتے، محمد عربی کی دولت سمیٹتے اور ان کا نام خزانہ شاہی رکھتے ہیں۔ جس ذات اقدس کے صدقے میں عزتیں پائی ہیں اور ان کے آثار کی بے حرمتی یہ قرآن وسنت نہیں یہ اہانت اور صریح اہانت ہے۔ (ص ۷۱ تا ۷۳، شب چہ جائیکہ من بودم، از شورش کاشمیری)

(۲) سعودی حکومت نے عہد رسالت مآب کے آثار، صحابہ کرام کے مظاہر اور اہلبیت کے شواہد اس طرح مٹادئے ہیں کہ جو چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر محفوظ کرنی چاہئے تھیں وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر محو کردی گئی ہیں، کہیں کوئی کتبہ یا نشان نہیں، لوگ بتاتے ہیں اور ہم مان لیتے ہیں۔ حکومت کے نزدیک ان آثار ونقوش اور مظاہر ومقابر کا باقی رکھنا بدعت ہے، عقیدۂ توحید کے منافی ہے، سنت رسول کے خلاف ہے، لیکن عصر حاضر کی ہر جدت جدہ ہی میں نہیں پورے حجاز میں ہے بلکہ بڑھ پھیل رہی ہے کیا قرآن سنت کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا؟

شاہ فیصل کی تصویریں ہوٹلوں میں لٹک رہی ہیں، انہیں حکومت نے خود مہیا کیا ہے ایئرپورٹ پر اترتے ہی شاہ فیصل کی تصویر پر نظر پڑتی ہے، قہوہ خانوں، ریستورانوں میں ان تصویروں کی بہتات ہے لیکن اس میں کوئی بدعت نہیں، بدعت اسلام کی یادیں بنانے اور باقی رکھنے میں ہے۔ (ص ۲۲، شب چہ جائیکہ من بودم)

(۳) میں نے سہیل سے کہا یہ کہانی صحیح بھی ہو تو اس سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ چیزیں مٹادی جائیں جو بہرحال تاریخ کی یادگار ہیں، آخر خانہ کعبہ اور مسجد نبوی بھی تو آثار ہیں، صفاومروہ بھی تو شعائر اللہ ہیں، مزدلفہ کیوں جاتے ہیں؟ منیٰ کیوں پہنچتے ہیں؟ عرفات کیا ہے؟ جمرۃ العقبیٰ، جمرہ الوسطیٰ، جمرۃ الاولیٰ کیا ہیں؟ آثار ہیں! جو رسمیں وہاں کی

جاتی ہیں مظاہر ہیں انہیں عقیدہ کی بنا پر محفوظ کیا گیا، تو یہ عقیدہ جس کی معرفت ہم تک پہنچا اور جس نے یہ ملت تیار کی...... اس عالیشان پیغمبر کا مولد و مسکن، اس کی دعوت کے مراکز و منازل اور نزول وحی کے محور و مہبط کیوں نہ محفوظ کئے جائیں، اس کے سانچے میں ڈھلے ہوئے انسانوں کی یادگاریں کیوں نہ باقی رہیں، یہ سب یادگاریں ان انسانوں کی ہیں جو تاریخ کے دھارے کو ابدالا باد تک موڑ کر زندۂ جاوید ہو گئے، جن کا نام اور کام صبح قیامت تک زندہ رہے گا، جن کے لئے تمام عزتیں ہیں، جو حضور کے اہل بیت تھے، وجدان جنہیں عشق کی آنکھوں سے اب بھی چلتے پھرتے دیکھتا ہے، ان کے آثار محفوظ نہ رہیں تو پھر کون سی چیز محفوظ کی جائے گی؟ سعودی عرب نے شرک کو منہدم کیا لیکن ساتھ ہی عشق کو بھی مسمار کر دیا ہے، وہ شرک اور عشق میں امتیاز نہ کر سکی۔ (ص ۷۰ شب چہ جائیکہ من بودم)

اور ماہر القادری مدیر ماہنامہ ''فاران'' کراچی، جب ۱۹۵۴ء میں حج کے لئے گئے تو واپسی کے بعد اپنے سفرنامہ ''کاروان حجاز'' میں ان کو بھی لکھنا پڑا کہ:

''جنت المعلیٰ کو دیکھ کر بڑا دکھ ہوا، اس میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور اکابر اولیا آسودہ ہیں۔ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر کو چھوڑ کر ہر طرف جھاڑ جھنکاڑ اونٹوں اور دنبوں کی مینگنیاں اور گندگی نظر آتی ہے، یہ تو ان نفوس قدسیہ کی قبریں ہیں جو ہم سب کے مخدوم اور محسن ہیں، عام مسلمانوں کی قبروں کے ساتھ بھی یہ سلوک جائز نہیں، میرے دو شعر ان ہی تاثرات کی یادگار ہیں:

فغاں کروں کہ شکایت ہنسوں کہ اشک بہاؤں — کھڑا ہوا ہوں میں ٹوٹے ہوئے مزاروں پر
تجلیاں تو چھپانے سے چھپ نہیں سکتیں — ہزار خاک اڑائے کوئی ستاروں پر

(بحوالہ معارف اعظم گڈھ، جون ۷۱ء)

قتل و غارت گری کی گرم بازاری

نجدیوں کی سفاکی اور ان کے قتل و غارت گری کے ہزاروں واقعات تاریخ کے صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ان من ضئضئ هذا قوما يقرؤن القرآن لايجاوز حناجرهم يقتلون اهل الاسلام ويدعون اهل الاوثان يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرميه ، (ص ۴۱، مسلم شريف جلد اول اصح المطابع دهلى)

اس کی (ذوالخویصرہ نجدی) نسل سے کچھ لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر ان کے نرخرے کے نیچے نہ اترے گا مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

چنانچہ نجدیوں نے تمام مسلمانوں کو مباح الدم والمال قرار دیا اور بچوں کو ان کی ماؤں کے سینے پر ذبح کر ڈالا، علامہ سید ابراہیم الراوی الرفاعی لکھتے ہیں۔

ومن اعظم ما ارتكبوه عند احتلالهم الطائف الفعلة التى فعلوها باهل تلك البلدة التى اهتزلها العالم الاسلامى من قتلهم المئات من المسلمين وفيهم عدد من علماء الدين كا يسد عبدالله الزوادى مفتى الشافعيه بمكة المكرمة و الشيخ عبدالله ابو الخير قاضى مكة و الشيخ سليمان مراد قاضى الطائف والسيد يوسف الزوادى الذى ناهز الثمانين من العمر و الشيخ حسن الشيبى و الشيخ جعفر الشيبى و غيرهم ذبحوهم بعد ما امنوهم عند ابواب بيوتهم (الاوراق البغدادية فى الحوادث النجديه للسيد ابراهيم الرفاعى مطبعة بغداد)

اور طائف پر قابض ہونے کے بعد سب سے بڑی حرکت وہاں والوں کے ساتھ یہ کی کہ ہزاروں مسلمانوں کو تہ تیغ کر ڈالا جس سے سارا عالم اسلام لرزا تھا، ان مقتولین میں بہت سے علمائے اسلام مثلا سید عبداللہ الزوادی مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ شیخ عبداللہ ابوالخیر قاضی مکہ شیخ سلیمان مراد قاضی طائف سید یوسف الزوادی (جن کی عمر تقریباً ۸۰ سال تھی) شیخ حسن الشیبی جعفر الشیبی وغیرھم ہیں، انہیں امن دینے کے باوجود ان کے دروازوں ہی پر انہیں ذبح کر ڈالا۔

غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خاں بھوپالی رقم طراز ہیں۔ وفی ۱۸۱۰ء قصد سعود بلاد الشام بستة آلاف فارس فاثخن فيها وخرب ۴۵ بلد امن حوران (ص ۳۰۶، التاج المكلل) یعنی سعود نے چھ ہزار شہسواروں کے ساتھ ۱۸۱۰ء میں شام کا رخ کیا اور اس میں بے پناہ خونریزی کی اور حوران (جنوبی دمشق) کی ۴۵ آبادیاں ویران کر دیں۔

وقصد عبدالعزيز (بن محمد سعود) القطيف فدهمها على عجل فتمكن منها وذبح اهلها واكتسحها (ص ۳۰۳ التاج المكلل، تاليف صديق حسن بن حسن بن على القنوجى المطبوع بامر شرف الدين الكتبى واولاده، ۲۹ شارع محمد على بمبئ نمبر ۳، ۱۳۸۳ھ ۱۹۶۳ء) یعنی عبدالعزیز بن محمد بن مسعود نے قطیف پر اچانک حملہ کیا اور وہاں کے مسلمانوں کو ذبح کیا اور غارت گری کی۔

وفى خلال ذالک كان الوهابية يثخنون فى ديار البقرة ويوقعون بقبائل العرب فيها ويعودون عنهم بالغنيمة (ص ۳۰۲ ايضا)
اس دوران وہابی بصرہ کے علاقوں میں قتل و غارت گری کرتے اور عرب کے قبائل میں لوٹ مار کرتے اور مال غنیمت لے کر واپس ہوتے۔

صدر جمعیۃ علمائے ہند مولانا حسین احمد مدنی صدر المدرسین دار العلوم دیوبند نے وہابیوں کے عقاید بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں۔ اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے (ص ۴۳، الشہاب الثاقب از حسین احمد مدنی کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)"

مولانا محمد علی جوہر نے حجاز کے قیامت آشوب واقعات دیکھنے کے بعد جامع مسجد دہلی میں اپنی آتش بار تقریر کرتے ہوئے نجدیوں کے اصل کارنامے سے مسلمانان ہند کو مطلع کرتے ہوئے کہا تھا۔

"نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہوئے ہیں"۔ (ص ۲۷، مقالات محمد علی جوہر اول)

نجدیوں کی گذشتہ صدی کی تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ ان کے ہاتھ کفار کے خون سے کبھی نہیں رنگے گئے ہیں جس قدر خونریزی انہوں نے کی ہے وہ صرف مسلمانوں کی کی ہے"۔ (ص ۱۰۵ رپورٹ خلافت کمیٹی)

حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی قدس سرہ کی قیادت میں مسلمانان ہند نے جمعیۃ خدام الحرمین کے نام سے لکھنؤ میں جو ایک تنظیم قائم کی تھی، اس نے دسمبر ۱۹۲۵ء میں نجدی مظالم کی تحقیقات کے لئے ایک وفد بھیجا، جس کے ارکان یہ تھے (۱) سید محمد حبیب مدیر جریدہ سیاست لاہور (۲) مولانا الحاج احمد مختار الصدیقی میرٹھی (۳) میاں عبدالعزیز تاجر لاردکن (۴) مولانا فضل اللہ خاں مدیر جریدہ رسالت بمبئی۔

جمعیۃ نے اپنی رپورٹ میں مظالم طائف کے یہ عینی مشاہدات پیش کئے ہیں۔

"ہر شخص یہاں تک کہ خود ابن سعود اور حافظ وہبہ نے بھی تسلیم کیا ہے، کہ طائف میں نجدی امان کا وعدہ دے کر داخل ہوئے، انہوں نے شہر کو لوٹا، مسلمانوں کو امان اللہ و امان

راس ابن سعود کہہ کہہ کر بالا خانوں سے اتروایا، اور جیسے ہی ان مسکینوں نے دروازے کھولے تو ان لوگوں کو گولی ماردی۔عورتوں کو مجبور کیا کہ مقتول خاوندوں، باپ، بھائی اور بیٹوں کی لاشیں خود اٹھا کر گھر کے باہر پھینکیں جس نے انکار کیا یا صل علی الرسول" کہایا خاف اللہ و الرسول" کہا وہ خود قتل ہوئی۔

لوٹ میں عورتوں کے کپڑے تک اتار لئے ان کی چھاتیاں اور شرمگاہیں ٹٹولیں، ان کے بدن پر صرف پاجامہ اور صدری کے سوا کوئی کپڑا نہ رہنے دیا، پردہ دار خواتین کو برہنہ کر کے تلاشی لی، عورتوں سے بدفعلی کر کے ان کی جائے مخصوص پر تلوار مار کر انہیں قتل کیا۔

دوسرے روز بقیۃ السلف اہل شہر کو بیک بنی و دو گوش گھروں سے نکال کر ایک باغ میں پانچ روز تک قیدی رکھا، تین روز تک کچھ کھانے کو نہ دیا پھر فی کس ایک گونی آٹا بھیجا لیکن اس کے پکانے کا کوئی سامان نہیں۔ان کے سامنے ان کے اعزہ و اقارب کی لاشوں کو گدھوں اور خچروں کے پاؤں رسی سے باندھ کر کھینچا، اور بلا غسل و کفن اور بلا نماز جنازہ دفن کر دیا، بقیۃ السلف میں جن کو ذی استطاعت پایا ان سے تاوان وصول کیا، پھر سب کو پیدل بلا زاد راہ مکہ مکرمہ روانہ کر دیا۔عورتیں، بچے، بوڑھے، راستہ میں سخت پریشان حال ہوئے، نجدیوں نے مسلمانوں کا مال غنیمت سمجھ کر لوٹا، اور کئی مسلمان آزاد عورتوں کو باندی بنالیا۔

غرضیکہ وہ کچھ ہوا جس کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے، اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

بابائے صحافت ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار نے سچ کہا ہے۔

ابن سعود کیا ہے؟ فقط اک حرم فروش — برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر
اسلامیوں پہ اس نے برسائیں گولیاں — پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مرید

(ص ۲۵۲، نگارستان)

کفر اور شرک و بدعت کی فراوانی

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پوتے عبدالرحمٰن بن حسن آل الشیخ نے مراسم زیارت کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کو مشرک اور یغوث و یعوق کا پجاری بنایا، اس کے الفاظ یہ ہیں:

فابی المشرکون الا معصیۃ لامرہ وارتکابالنھیہ وغرھم الشیطان بان ھذا تعظیم بقبور المشائخ والصالحین و کلما کنتم لھا اشد تعظیما واشد فیھم غلوا کنتم بقربھم اسعد و من اعدائھم ابعد ولعمر اللہ من ھذا الباب دخل الشیطان علی عباد یعوق و یغوث و نسر، (فتح المجید شرح کتاب التوحید للنجدی ص ۱۶۵ مکتبۃ الریاض البطحاء الریاض)

مشرکین اس کے حکم کی نافرمانی کرتے رہے، انہیں شیطان نے دھوکا دیا کہ یہ صالحین اور مشائخ کے قبروں کی تعظیم ہے تم ان کی جتنی ہی تعظیم اور اس میں غلو سے کام لوگے ان کے تقرب سے بہرہ مند اور ان کے دشمنوں سے دور رہو گے خدا کی قسم اس راستے سے یغوث، یعوق اور نسر کے پجاریوں تک شیطان پہنچا اور ان پر قابض ہوا۔

یغوث و یعوق اور نسر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے صالحین کا نام ہے لوگ ان کے انتقال کے بعد ان کی نشست گاہوں پر مجسمے نصب کر کے وہیں بیٹھنے لگے کچھ زمانہ گذرنے پر اپنی جہالت و گمراہی کے سبب ان کی پرستش کرنے لگے، یہاں تک کہ انہوں نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

وقالو الاتذرن الھتکم و لاتذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسراء (سورہ نوح)

اور انہوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا ود کو نہ سواع کو نہ یغوث و یعوق کو اور نسر کو۔

تکفیر مسلمین: نجدیت کا طرۂ امتیاز ہے، مشہور دیوبندی محدث انور شاہ کشمیری شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند نے وہابیت کے بانی و شیخ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے۔

امام محمد بن عبدالوهاب النجدی فانه کان رجلا بليد اقليل العلم فکان يتسارع الى الحکم بالکفر (ص ۱۷۱ فيض البارى ج ۱، مطبوعه مصر، مرتبه، بدر عالم ميرٹهی فاضل ديوبند)

محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک غبی اور کند ذہن اور بے علم شخص تھا، اسی لئے تکفیر مسلمین میں بڑا جلد باز تھا۔

اپنے علاوہ سارے مسلمانان عالم کو بدعتی مشرک اور بت پرست سمجھنا ان کی ایک نمایاں ترین خصوصیت ہے۔

مشہور وہابی عالم احمد بن حجر آل بوطامی سلفی قاضی محکمہ شرعیہ قطر نے اپنی کتاب "تطهير الجنان والاركان عن الشرک والكفران" میں لکھا ہے۔

یہ ایک مہلک بیماری تمام عالم اسلام میں پھیل گئی اور اس سے اللہ کے صرف وہی گنے چنے بندے اور علماء عالمین محفوظ رہ سکے جو انبیاء مرسلین کی لائی ہوئی توحید کو اچھی طرح جان اور پہچان گئے تھے، اسی طرح بعض اسلامی ممالک بھی جیسے سعودیہ عربیہ جو اپنے مخلص اور ہدایت پرست سلاطین کی برکت سے شرک وبدعت کی اس عام وباء سے محفوظ رہے۔

شرک وضلالت کے ان داعیوں کے غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام دھوکا کھا گئے اور الہ العالمین، خالق العباد کی توحید سے منحرف ہو گئے اور بت پرستی میں منہمک ہو کر انبیاء وصالحین کی قبروں سے تقرب حاصل کرنے لگے، (ص ۱۳ و ۱۴، التوحید ترجمہ از مختار احمد ندوی سلفی، ناشر الدار السلفیہ آغا خان بلڈنگ مولانا آزاد روڈ بمبئی نمبر ۱۱)

اسی طرح قاضی شوکانی یمنی نے ان کی مخصوص ذہنیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

ولكنهم يرون ان من لم يكن داخلاتحت دولة صاحب نجد و متمثلا لاوامره خارج عن الاسلام. (ص ۵، البدر الطالع جلد دوم للقاضی الشوكانی اليمنی)

وہابیوں کا خیال ہے کہ جو مسلمان فرمانروائے نجد کے زیر تصرف اور اس کا تابع فرمان نہ ہو وہ اسلام سے خارج ہے۔

شیخ نجدی کے پوتے عبدالرحمٰن بن حسن آل الشیخ کا خود کہنا ہے کہ اکثر اہل علم اور علمائے اہلسنت ان مراسم زیارت کو مستحسن سمجھتے تھے، جیسا کہ اس نے لکھا ہے۔

والعجب ان اكثر من يدعى العلم بمن هو فى هذه الامة لا يمكرون ذالک بل ربما يستحسنوه ورغبوا فى فعله فقد اشتدت غربة الاسلام وعاد المعروف منكر او المنكر معروفا والسنة بدعة والبدعة سنة نشاء على هذا الصغير وهرم عليه الكبير (ص ۲۰۰، فتح المجيد شرح كتاب التوحيد)

تعجب ہے کہ اس امت کے اکثر مدعیان علم اسے ناپسند نہیں کرتے بلکہ بسا اوقات مستحسن سمجھ کر شوق سے اسے انجام دیتے ہیں تو اسلام بڑا ہی اجنبی ہو گیا، نیکی برائی اور برائی نیکی بن گئی ہے، سنت بدعت اور بدعت سنت ہو گئی، اسی حال پر بچے پروان چڑھے اور بڑے بوڑھے ہوئے۔

گویا آنکھ کھولتے ہی مسلم بچوں نے اپنے والدین اور ان کے ماحول ومعاشرہ کو جن شعائر کا پابند پایا اسے حرز جان بنالیا اور جمہور امت مسلمہ کی نشو ونما اسی طریق پر ہوئی لیکن نجد اور ہندوستان وہابی داعیوں اور مبلغوں کی ذہنیت اور انداز میں کوئی فرق نہیں۔

مختار احمد ندوی سلفی لکھتے ہیں، "اسلام کا سارا کروفر توحید کی بدولت تھا، توحید نے

جس اسلام کو تمام ادیان پر غالب کیا تھا لیکن......آج ...... حقیقی اسلام خود مسلمانوں میں اجنبی بن کررہ گیا ہے (ص ۸) التوحید مطبوعہ بمبئی ۱۹۷۵ء) یعنی مسلمان موحد نہ رہ گئے۔

حضرت شیخ سلیمان بن عبدالوہاب جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے حقیقی بھائی ہیں، انہوں نے عقائد وہابیت کے رد و ابطال میں جو مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے، اس میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے۔

فانكم الان تكفرون من شهدان لااله الا الله وحده وان محمدا عبده ورسوله واقام الصلوٰة واتى الزكوٰة وصام رمضان و حج البيت مومنا بالله وملائكته وكتبه ورسله ملتزمابجميع شعائر الاسلام و تجعلونهم كفارا و بلادهم بلاد حرب (ص ۵، الصواعق الالهيته فى الرد على الوهابية للشيخ سليمان بن عبدالوهاب طبع ثانى مكتبة اليشيق استانبول تركى ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء

تم اب ان کی تکفیر کرتے ہو جو گواہی دیتے ہیں کہ خدا ہی معبود ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، حج کرتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، خدا اور اس کے ملائکہ، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہوئے اور تمام اسلامی شعائر کی پابندی کے ساتھ ساتھ وہ یہ گواہی دیتے ہیں اور پابندی ارکان کرتے ہیں پھر بھی تم انہیں کافر بناتے ہو اور انکے بلاد وامصار کو بلاد حرب قرار دیتے ہو۔

مسلمانوں کو کافر و مرتد بنانے پر دوسری جگہ لکھتے ہیں:

فان كان عندكم شئى فبينوه فانه لايجوز كتم العلم ولكنكم اخذتم هذابمفاهيمكم و فارقتم الاجماع و كفرتم امة محمد ﷺ كلهم، حيث قلتم من فعل هذه الافاعيل فهو كافر ومن لم يكفره فهو كافرو

معلوم عندالخاص والعام ان هذه الامور ملأت بلاد المسلمين و عند اهل العلم منهم انها ملأت بلاد المسلمين من اكثرمن سبع مائة عام . وان من لم يفعل هذه الافاعيل من اهل العلم لم يكفروااهل هذه ولم يجرواعليهم احكام المسلمين بخلاف قولكم حيث اجريتم الكفر دالردة على امصار المسلمين وغيرها من بلاد المسلمين و جعلتم بلادهم بلاد حرب حتى الحرمين الشريفين الذين اخبر النبى ﷺ فى الاحاديث الصحيحة انهما لايزالابلاد الاسلام و انهما لاتعبدفيها الاصنام وحتى ان الرجال فى اخر الزمان يطأ البلاد كلها الاالحرمين كما تقف على ذالك انشاء الله فى هذه الرسالة فكل هذه البلاد عندكم بلاد حرب كفار اهلها لانهم عبدوا الاصنام على قولكم و كلهم عندكم مشركون شركا مخرجا عن الملة، فانا لله وانا اليه راجعون فوالله ان هذا عين المحادة لله ولرسوله ولعلماء المسلمين قاطبة (ص ۱۰۷ لصواعق الالهية)

تمہارے پاس اگر کوئی معقول دلیل ہو تو بتاؤ اس لئے کہ علم کا چھپانا جائز نہیں لیکن (تم بتاؤ گے کیسے؟) یہ سب تو تم لوگوں نے صرف اپنی سمجھ سے نکالا ہے، اجماع امت کے خلاف کیا ہے، اور پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر کی، اس طور پر کہ جس نے یہ امور کئے وہ کافر ہے، تمام عوام وخواص کو معلوم ہے کہ سبھی مسلم ممالک میں ہر جگہ یہ ساری چیزیں پائی جاتی ہیں۔

اور اہل علم جانتے ہیں کہ سات سو سال سے زائد سے اسلامی ممالک میں یہ امور رائج ہیں، جن علماء نے ان کاموں کو نہیں کیا انہوں نے بھی ایسا کرنے والوں کی نہ تکفیر کی ہے۔ اور نہ ان پر مرتدین کے احکام جاری کئے ہیں، بلکہ مسلمانوں ہی کے احکام جاری کئے

ہیں۔ جب کہ تم نے مسلم بلاد وامصار پر کفر وارتداد کے حکم لگائے اور انہیں بلاد حرب قرار دیا حتی کہ حرمین شریفین کو بھی جن کے بارے میں مخبر صادق ﷺ نے صحیح احادیث میں ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں شہر ہمیشہ بلاد اسلام رہیں گے اور ان میں کبھی بت پرستی نہ ہوگی، حتی کہ آخری زمانہ میں دجال تمام ملکوں اور شہروں کو روند ڈالے گا، مگر حرمین طیبین میں نہ پہنچ سکے گا، جیسا کہ اسی رسالہ میں انشاء اللہ تم جانو گے، یہ تمام ممالک تمہارے نزدیک بلاد حرب اور ان کے باشندے کفار ہیں، اس لئے کہ تمہارے قول کے مطابق انہوں نے بت پرستی کی اور سب کے سب تمہارے نزدیک ایسا شرک کرنے والے ہیں جو مذہب وملت سے خارج کردے، انا للہ وانا الیہ راجعون، خدا کی قسم خدا اور رسول اور جمہور علماء مسلمین کی یہی عین ضد اور مخالفت ہے۔

ایک جگہ انہیں تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

باللہ علیکم انتھوا عن الخفاء وقول الزور واقتدوا بالسلف الصالح وتجنبوا طریق اھل البدع ولا تکونوا کالذی زین له سوء عمله فرآه حسنا، (ص ۲۱، الصواعق الالھیه)

تم پر خدا کی قسم ہے، تم ظلمت وخفا اور جھوٹی باتوں سے رک جاؤ اور سلف صالحین کی اتباع واقتدا کرو اور مبتدعین کا طریقہ چھوڑو۔ اور اس کی طرح نہ بنو کہ جس کے لئے اس کی بدعملی مزین کی گئی ہو اور وہ اسے اچھی دیکھے۔

دوسری جگہ نصیحت فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

یا عباد اللہ! اتقوا اللہ خافوا ذاالبطش الشدید لقد آذیتم المؤمنین والمومنات، ان الذین یرمون المومنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبو فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا.

اے اللہ کے بندو! خدا سے ڈرو، سخت گرفت والے سے خوف کھاؤ، تم نے اہل ایمان مردوں اور عورتوں کو بڑی ایذائیں پہونچائیں جو مومنین ومومنات کے ساتھ غلط باتیں منسوب کرتے ہیں، وہ بہت بڑا بہتان اور کھلا ہوا گناہ کرتے ہیں۔

واللہ ما لعباد اللہ عند اللہ ذنب الا انھم لم یتبعوکم علی تکفیر من شھدت النصوص الصحیحة باسلامه واجمع المسلمون علی اسلامه فان اتبعوکم اغضبوا اللہ تعالیٰ ورسوله ﷺ وان عصوا ارائکم حکمتم بکفرھم وردتھم (ص ۲۷، الصواعق الالھیه

خدا کی قسم! اس کے بندے کا اس کے نزدیک اس کے علاوہ کوئی گناہ نہیں کہ انہوں نے ان مسلمانوں کی تکفیر کے سلسلے میں تمہاری اتباع نہ کی جن کے اسلام کی شہادت نصوص صحیحہ نے دی اور جن کے اسلام پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اگر وہ تمہاری بات مانیں تو خدااور سول کو ناراض وغضبناک کریں اور تمہاری مخالفت کریں تو تم انہیں کافر ومرتد بناؤ۔

قاضی شوکانی نے ان کے بارے میں ایک واقعہ اس طرح لکھا ہے:

ان جماعة منھم خاطبوه ھو ومن معه فی حجاج الیمن بانھم کفار

(ص ۵، البدر الطالع دوم)

وہابیوں کی ایک جماعت نے انہیں اور ان کے ساتھ یمنی حاجیوں کو کفار کہہ کر خطاب کیا۔

ایک بار نجد کے قاضی نے مدینہ طیبہ میں علماء مشائخ اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

یا اھل الحجاز انتم اشد کفرا من ھامان وفرعون نحن قاتلنا کم مقاتلة المسلمین مع الکفار، انتم عباد حمزه وعبدالقادر

(ص ۸۵، رپورٹ خلافت کمیٹی)

اے قوم حجاز! تم ہامان اور فرعون سے بڑھ کر کافر ہو ہم نے تمہارے ساتھ اسی طرح قتال کیا جیسے کہ مسلمان کافروں کے ساتھ کرتے ہیں تم (امیر) حمزہ اور عبدالقادر (جیلانی) کے پجاری ہو۔

اسی طرح مسلمانوں کو نجدیوں نے جابجا منافق و مرتد (ص ۱۳۰ فتح المجید) اور عباد القبور (ص ۱۲۹) کہا ہے۔

اتباع کتاب وسنت کا دعویٰ

توحید خالص پر عمل کتاب وسنت سے براہ راست استنباط'' آزاد افکار اسلامی کا احیاء'' اسرائیلی روایات اور عجمی خیالات ونظریات سے پاک کر کے اسلام کے فطری حسن کمال کو نکھارنا۔ یہ اور اس طرح کے دوسرے بلند بانگ زبانی دعووں اور نعروں کا شور بہت ہے۔ لیکن بقول شیخ سلیمان بن عبدالوہاب:

فان الیوم ابتلی الناس بمن ینتسب الی الکتاب والسنة ویستنبط من علومهما ولا یبالی من خالفه واذا طلب منه ان یعرض کلامه علی اهل العلم، لم یفعل بل یوجب علی الناس الاخذ بقوله وبمفهومه ومن خالفه فهو عنده کافر، هذا وهو لم یکن فیه خصلة واحدة من خصال اهل الاجتهاد ولاوالله عشر واحدة ومع هذا فراج کلامه علی کثیر من الجهال فانالله وانا الیه راجعون (ص ۴، الصواعق الالهیه)

''آج کل لوگ کتاب وسنت اور ان سے استنباط کرنے والے وہابیوں کی طرف سے ابتلاء آزمائش میں ہیں یہ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ کس کی مخالفت کر رہے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اپنی باتیں اہل علم کے سامنے پیش کرو تو وہ پیش نہیں کرتے بلکہ اپنی باتیں اور خودساختہ مفاہیم لوگوں پر مسلط کرتے ہیں، اور جو ان کی مخالفت کرلے وہ ان کے

نزدیک کافر ہے یہ (استنباط مسائل وحکم کفر) ایسا کرتے ہیں، مگر ان میں مجتہدین کی ایک خصلت بھی نہیں ہوتی، بلکہ خدا کی قسم دسواں حصہ بھی نہیں ہوتا، اس کے باوجود ان کی باتیں جہال میں رائج ہوگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔''

ان کا مشہور عقیدہ ہے کہ قرآن کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں (ملتقط ص ۲، تقویۃ الایمان از محمد اسماعیل دہلوی مطبوعہ سہارنپور) اللہ ورسول کے کلام کو سمجھنے کے لئے بہت علم نہیں چاہیئے۔ (ص ۲) تفسیر بالرائے کو مطلق جائز سمجھتے ہیں اسی لئے ان کا ہر چھوٹا بڑا اور خواندہ وناخواندہ شخص تقلید ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا شدید مخالف ہے، اگرچہ ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب کی تقلید کرنے میں ان کے بڑے بھی کوئی جھجک نہیں محسوس کرتے۔

فانهم ان لم یوافق حدیث بمعتقد اتهم قالو اهذا ضعیف اوموضوع، وان استدل بذالک الحدیث اکابر الائمة کالغزالی والسیوطی وامام الحرمین والشیخ عبدالحق الدهلوی والشیخ علی القاری وامثالهم فی کتبهم.

ان کا طریقہ ہے کہ جب کوئی حدیث ان کے معتقدات کے موافق نہیں ہوتی تو وہ اسے ضعیف یا موضوع کہہ دیتے ہیں، اگرچہ اس حدیث سے اکابر امت مثلاً امام غزالی، علامہ سیوطی، امام الحرمین وشیخ عبدالحق محدث دہلوی، ملاعلی قاری اور ان جیسے علمائے اسلام (رضی اللہ عنہم اجمعین) نے اپنی کتابوں میں استدلال کیا ہو۔

وان لم یوافق رأیهم قول الائمة واکابر الدین تعرضوا القدحهم وسبهم فالی الله المشتکی (ص ۴ حسن العقائد الصحیحة فی تردید الوهابیة النجدیة از مولانا محمد حسن مجددی حیدرآباد سندھ مطبع الفقیہ، پرنٹنگ پریس امرتسر ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء طبع جدید مکتبہ ایشیق ترکی ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء)

اگران کی رائے ائمہ اسلام اور اکابر دین کے اقوال سے متعارض ہوتی ہے تو ان پر اعتراض اور سب وشتم پر اتر آتے ہیں، فالی اللہ المشتکی۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو علم حدیث سے ناواقف سمجھتے ہیں اور بعض تو گستاخی ذکر کرتے ہیں، اُن کی رائیں جن علمائے اسلام سے متصادم ہوتی ہیں، انہیں بے دھڑک ''روح قرآن سے ناآشنا'' کہہ کر اپنے بالمقابل ان کی بات کو کمزور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں علمائے اہل سنت کی آراء کے سامنے بھی ''نحن رجال وھم رجال'' جیسی ذہنیت کا اظہار کرتے ہیں۔

مولانا علی جوہر جب حجاز گئے تو اس دعویٰ کا بڑی باریک بینی سے جائزہ لیا اور جامع مسجد دلی میں اس کی حقیقت کا اس طرح اظہار کیا۔

''میں خدا کے گھر میں بیٹھا ہوں اور اس کو حاضر وناظر جان کر کہتا ہوں مجھے ابن سعود سے ذاتی عداوت نہیں نہ میری مخالفت ذاتی غرض پر مبنی ہے جو کچھ میں نے دیکھا ہے، وہی کہوں گا، اور صاف صاف کہوں گا خواہ اس سے کوئی جماعت خوش ہو یا ناخوش''۔

سلطان ابن سعود اور ارکان حکومت بار بار کتاب اور سنت رسول اللہ کی رٹ لگاتے تھے، لیکن میں نے تو یہ پایا کہ انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول کو دنیا کمانے کے لئے آلہ بنا رکھا ہے۔ جو لوگ ڈاکہ ڈالتے ہیں چوری کرتے ہیں برا کرتے ہیں، لیکن جو لوگ قرآن وحدیث کو آڑ بنا کر دنیاوی حکومت حاصل کرتے ہیں وہ چوروں ڈاکوؤں سے بھی برا کرتے ہیں۔ (ص ۹۵و۹۶، مالات محمد علی، ج ا)

اس موقع پر ایک بڑھتے اور پھیلتے ہوئے اثر کی طرف واضح نشاندہی کرنا چاہوں گا کہ عربی زبان کا جدید مذہبی اسلوب تحریر بڑی تیزی سے اس مزاج سے متاثر ہوتا جارہا ہے کہ کسی واقعہ کسی ''تحقیق'' یا نئی بات کو لکھتے ہوئے آخر میں اچانک ایک آیت یا حدیث کا

ایک ٹکڑا اچسپاں کردیا جاتا ہے، جدید کتب ورسائل کا عام انداز یہی ہے سعودی عرب اور اس تحریک سے متاثر خلیجی ریاستوں کے اصحاب قلم کی تحریریں آہستہ آہستہ اس نجدی تحریک کی ترجمان بنتی جارہی ہیں، نئی چیزیں بالعموم پرکشش ہوا کرتی ہیں، اور نوجوان اذہان وقلوب بہت جلد ان چیزوں کا اثر قبول کرلیتے ہیں اور اس طرح وہ چیزیں متعدی بن جایا کرتی ہیں۔ یہ طرز چاہے جدید ہو یا قدیم بہر نوع اس وقت عربی مذہبی کتب ورسائل اور مجلات و جرائد اسی مخصوص ذہنیت کے آئینہ دار ہیں، یہ طرز برا نہ تھا، اگر سلف صالحین کے نقش قدم پر ہوتا یا راسخین فی العلم یہ فریضہ انجام دیتے لیکن کتاب وسنت کا نام حصول جاہ وحشمت اور دولت وثروت کے لئے محض بطور آلہ استعمال کیا جاتا ہے۔

سعودی حمایت کے بنیادی اسباب

نجدی تحریک کے پس پردہ ایک وسیع مملکت کا قیام تھا اس لئے محمد بن عبدالوہاب نے اپنے مشن کے فروغ واستحکام کے لئے سب سے پہلے ''قرامطہ'' سے رابطہ پیدا کیا [۱]۔

ا۔ القرامطة: حركة دينية سياسة اجتماعية لاتزال حقيقتها على كثير من الغموض لانقراض اتباعها تنسب الى داعيها الاول حمدان بن قرمط في العراق اظهرها قوية في البحرين ابوسعيد الجنابي ۲۸۵/۸۹۹ م ثم سيطرت على كثير من البلاد الاسلامية استولوا على مكة ۹۳۰ م و نقلوا منها الحجر الاسود ثم ردوه بعد اثنتين وعشرين سنة (ص ۵۴۷ المنجد في الاعلام) ترجمہ: قرامط ایک مذہبی اور سیاسی و سماجی تحریک ہے اس کے پیروؤں کے نیست ونابود ہوجانے کی وجہ سے اس کی حقیقت بہت کچھ پردۂ خفا میں ہے۔ یہ تحریک اپنے سب سے پہلے داعی حمدان بن قرمط عراق کی طرف منسوب ہے۔

اسے ابوسعید الجنابی نے ۲۸۵ھ/۸۹۹م میں بحرین میں پورے زور وشور سے چلایا، پھر تھوڑے ہی دنوں میں بہت سے اسلامی بلاد وامصار میں اس کا قبضہ وتسلط ہوگیا ۹۳۰ء میں مکہ مکرمہ پر قابض ہوئے اور وہاں سے ''حجر اسود'' اٹھالے گئے جسے بائیس سال کے بعد واپس کیا۔

قرامطہ نے نامعلوم اسباب کی بنا پر اس تحریک کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد جب ابن عبدالوہاب نے اپنے گردو پیش نظر ڈالی تو ابن سعود اور اس کے خاندان کو اطراف و جوانب میں صاحب اثر و رسوخ پایا۔

حرص و ہوس کی دنیا بڑی عجیب ہوا کرتی ہے، اصحاب عقل و خرد کا کہنا ہے کہ کسی کو اپنی طرف مائل کرنے، اور کسی کی طرف مائل ہونے کے لئے تین چیزیں باعث کشش ہوا کرتی ہیں زن، زر، اور زمین۔

اگر کسی کو حکومت کی باگ ڈور اور اس کا نظام سونپ دیا جائے تو یہ تینوں مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے، ویسے کم از کم زر اور زمین کا تعلق تو بالعموم ایک دوسرے کے ساتھ پایا ہی جاتا ہے، اور اگر حصول زن کی راہیں بھی کشادہ ہو جائیں تو میلان قلب میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

اب دل پر ہاتھ رکھ کر مذہبی تاریخ کی ایک بھیانک سازش اور نجدی و سعودی ساز باز کا ایک تہلکہ خیز انکشاف غیر مقلدین ہند کے معتمد اور مشہور عالم و فاضل نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔

(بقیہ حاشیہ) حرمین طیبین پر فساق و فجار اور بد دینوں کا کئی بار تسلط ہو چکا ہے، قرامطہ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ یزید کے وقت میں حرمین طیبین پر اس کے عمال مقرر تھے اس وقت بھی مسلمانوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا تھا اور وہ ان کی جماعت سے علیحدہ ہو کر یا بعد جماعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

مسجد نبوی میں ایک بار بڑی بھیانک آگ لگی جس میں بہت سارا ساز و سامان جل گیا۔ اس کی وجہ بتلاتے ہوئے صاحب وفاء الوفاء لکھتے ہیں۔ قلت: وهذا لان الاستيلاء على المسجد والمدينة كان فى ذلك الزمان للشيعة وكان القاضى والخطيب منهم حتى ذكر ابن فرحون ان اهل السنة لم يكن احد يتظاهر بقرأة كتب اهل السنة (ص ۲۰۰ وفا) ترجمہ: میرا کہنا ہے کہ (مسجد نبوی میں آگ لگنے کا واقعہ) ایسا اس لئے ہوا کہ مسجد نبوی اور مدینہ طیبہ پر اس زمانہ میں شیعہ قابض تھے، قاضی اور خطیب انہیں کے تھے یہاں تک کہ ابن فرحون نے ذکر کیا ہے کہ اہلسنت و جماعت کا کوئی فرد علانیہ کوئی اپنی کتاب نہیں پڑھ پاتا تھا۔

ولما ظهر محمد بن عبدالوهاب بالدعوة الوهابية وانقبض عنه القرامطة لجا الى ابن سعود هذا فصدق دعوته وقام بتائيدها وقد غره منه ووعده ان يسلطه على بلاد نجد وكان ذالك ۱۷۶۰ء الميلاد، و تزوج بابنة عبدالوهاب (ص ۳۰۰، التاج المكلل)

جب محمد بن عبدالوہاب نے وہابی مشن ظاہر کیا اور قرامطہ اس سے دور ہو گئے تو اس نے (محمد) ابن سعود کے دامن میں پناہ لی (محمد) ابن سعود نے ابن عبدالوہاب کے اس مشن کی تصدیق کی اور اس کی تائید و حمایت پر کمربستہ ہو گیا (محمد) ابن سعود کو ابن عبدالوہاب نے یہ فریب لالچ دی کہ وہ اسے بلاد نجد کا حکمراں بنا دے گا یہ واقعہ ۱۷۶۰ء کا ہے اور (محمد) ابن سعود کی شادی ابن عبدالوہاب کی لڑکی سے ہوئی۔

زر، زمین اور زن یہ ہیں وہ بنیادی دفعات جن پر نجدیت و سعودیت کا معاہدہ ہوا، اور اسی پالیسی پر ان کی آنے والی نسلیں بھی عمل کرتی رہی ہیں۔ ''کتاب و سنت کا تو خدا ہی حافظ ہے''۔

یقین نہ آئے تو محمد بن سعود کے صاحبزادہ بلند اقبال ''شاہ عبدالعزیز کے حالات زندگی کا مطالعہ کیجئے۔

اس نے توحید خالص ''کتاب و سنت اور عرب وطنیت کے پر فریب اور خوشنما نعرے لگا کر پورے جزیرۃ العرب کو ہلا ڈالا، مذہب کی آڑ میں عربوں اور ترکوں کی خوفناک جنگ ہوئی۔[۱]

---

[۱] خلافت عثمانیہ کو پارہ پارہ کر کے شوکت اسلام و مسلمین کو ختم کرنے کے لئے جو خوفناک سازش کی گئی تھی، اور قومی عصبیت کا عفریت نعرہ ''وحدۃ عربیہ'' کے لباس میں رقص کرنے کیلئے جس میخانہ کا مست و سرشار تھا تاریخ کا ادنی طالب علم بھی اس سے بخوبی واقف ہے، مشہور فاضل علی ناصر الدین لکھتے ہیں۔

سلامت علی مہدی نے لکھا ہے۔

۱۵؍جنوری ۱۹۰۲ء کو شاہ عبدالعزیز السعود نے ریاض پر اور ۱۹۲۵ء میں مکہ معظمہ پر قبضہ کیا ۲۳؍دسمبر ۱۹۳۳ء کو حجاز، نجد، عسیر، احساء کو ملا کر حکومت کی تشکیل کی اور ۱۸؍ستمبر ۱۹۳۲ء ہی میں اسے سعودی عرب کا نام دیا گیا۔

(بقیہ حاشیہ) وقد تزعم هذه الحركة وقادها بعض المسيحيين الذين لم تكن تربطهم بالاتراک رابطة العقيدة والدين المتينة ورابطة الاخاء الاسلامي (ص ۴۳ قضية العرب) ترجمہ: اس تحریک (قومی عصبیت) کی قیادت وہ عیسائی کر رہے تھے، کہ ترکوں سے دین وعقیدہ اور نہ اخوت اسلامی کسی چیز کا کوئی تعلق ورابطہ نہ تھا۔

ابوالحسن علی حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے لکھا ہے والذين كان يقودهم "الانجليز المجرمون الذين تلطخت ايديهم وتلوث تاريخهم بالشبع الاجرامات ضد الاسلام والمسلمين فضلوا كل ذالک على البقاء في جوار الاتراک المسلمين الذين رفعوا راية الاسلام في ادر باخمسة قرون وارهبوا اعداء الاسلام وكانوا اعلىٰ علاتهم رمز قوة الاسلام وشوكته، وتناسوا النصوص القرآن السنة القطعية التي تحرم موالاة اعداء الاسلام ضد المسلمين والقتال في صفهم واعتمد واعلىٰ الوعود الخلابة السياسة المنقلبة التي لاتعرف الاالمصلحة، ولاتعبدالاالقوة (ص ۹ العرب والاسلام مطبوعه بيروت ۱۳۸۹ھ یعنی ان (قومیت پرست) کی قیادت وہ انگریز کر رہے تھے، جن کے خطا کار ہاتھ اور جن کی تاریخ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف گھناؤنے اور مکروہ جرم میں ملوث ہے، ان علمبرداران قومیت نے انگریزوں سے یہ ساز بازگوارہ کر لیا مگر ان مسلم ترکوں کے شانہ بشانہ رہنے سے انکار کر دیا جنہوں نے پانچ صدیوں تک یورپ میں اسلام کا پرچم لہرایا اور اعدائے اسلام کو لرزہ براندام کر دیا تھا ترک اپنی کمزوریوں کے باوجود اسلام اور اس کی شوکت وعظمت کا نشان تھے۔ قومی نشہ میں وہ اتنے مدہوش ہوئے کہ "کتاب وسنت" کے ان نصوص قطعیہ کو بھی بھول بیٹھے جن میں مسلمانوں کے خلاف اعدائے اسلام سے موالات اور ان کے ساتھ رہکر جنگ ومقابلہ کو حرام فرمایا گیا ہے، انہوں نے صرف ان دلکش سیاسی وعدوں پر اعتماد کیا جو آئے دن بدلتے رہتے ہیں، اور جس سیاسی شریعت میں "مصلحت" کو "صحیفۂ آسمانی" "قوت" ہی کو "معبود" سمجھ لیا گیا ہے۔

بانی سعودیہ عبدالعزیز نے تین سو سے زائد نکاح کیے، چالیس سے زائد اس کے سگے بھائی تھے، جن کے لڑکے اور پوتے کل چار ہزار ہوئے قبائل کو رام کرنے کے لئے ہر قبیلہ کی لڑکی سے شادی کی، اس کی لڑکیوں کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، راستہ چلتے عورتیں اپنی درخواست پیش کرتیں اور ان درخواستوں پر فوری فیصلہ ہو جاتا۔

عبدالعزیز کے بعد ۵۳ء میں سعود اور ۶۳ء میں شاہ فیصل کو بادشاہ بنایا گیا، ۲۵؍مارچ ۵۷ء میں شاہ فیصل کو جب ان کے بھتیجے فیصل بن سعود بن عبدالعزیز نے قتل کر دیا تو ان کے بعد شاہ خالد کرفرماں روائے مملکت نجد وحجاز اور فہد بن عبدالعزیز کو ولی عہد بنایا گیا۔ (مقتبس شاہ فیصل، مطبوعہ دہلی)

جتنے سعودی حکمران ہوئے سب اپنے اگلوں کے نقش قدم پر چلتے رہے اور اپنے مخصوص افکار ونظریات کی تبلیغ واشاعت کے لئے ریالوں کی موسلا دھار بارش کرتے رہے

یہی وجہ ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کو مقدمہ وتشریح کے ساتھ مفت تقسیم کیے جانے کا سرکاری انتظام کیا گیا ہے، اور وہابی عقائد وخیالات کے فروغ کے لئے بے پناہ کوششیں کی جا رہی ہیں اور دنیا کی مختلف علمی زبانوں میں اہل قلم سے کتابیں لکھوائی جا رہی ہیں۔

ہفت روزہ "اخبار العالم الاسلامی" مکہ معظمہ جو رابطہ عالم اسلامی کا ترجمان ہے، اس کی ایک خبر کے مطابق جلد ہی عالمگیر پیمانہ پر سعودی عرب میں "محمد بن عبدالوہاب کانفرنس" منعقد کی جائے گی اور اس میں شرکت کے لئے دنیا بھر کی مشہور شخصیتوں کو دعوت دی جائے گی۔

اس کانفرنس کے انعقاد کی تیاری کے سلسلے میں بھی اصحاب قلم سے مختلف بین الاقوامی زبانوں میں مضامین ومقالات اور کتابیں لکھوائی جا رہی ہیں۔

دیارِ نجد

نجد کا علاقہ ابتداء ہی سے اپنی قساوت و شقاوت قلبی میں مشہور و معروف رہا ہے۔ جذبہ تحقیر و اہانت کی وافر مقدار اس کے حصہ میں آئی ہے اور عہد حاضر تک یہ اس کا وارث و امین ہے۔

قرآن کریم کی آیت کریمہ ''ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لایعقلون'' کے تحت خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قال الاسدی ان الذین ینا دونک من وراء الحجرات'' اعراب تمیم ۔ (ص ۱۸۶ الجزء السادس من الدر المنثور للعلامۃ السیوطی مطبوعہ بیروت)

عن مجاھد ان الذین ینادولک من وراء الحجرات ''قال اعراب من بنی تمیم''۔ (ص ۸۷ ایضا)

حجروں کے پیچھے سے جو آپ کو پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں، پکارنے والے بنو تمیم کے کچھ لوگ ہیں، مجاہد وغیرہ نے کہا کہ بنو تمیم کے کچھ اعراب (بدوی) ہیں۔

اسی آیت کریمہ کے تحت علامہ صادی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرتے ہیں۔

وھم وفدمن نبی تمیم قال مجاھد وغیرہ نزلت فی اعراب بنی تمیم قدم الوفد منھم علی النبی ﷺ فدخلوا المسجد ونادو النبی ﷺ من وراء الحجرات ان اخراج الینا فان مدحتا زین وذمنا شین وکانوا سبعین رجلا قد موالفداء ذرازی لھم وکان النبی ﷺ نائما للقائلۃ وسئل ﷺ فقال ھم جفا ۃ بنی تمیم (ص ۱۰۹ حاشیہ الصاوی علی تفسیر الجلالین مطبوعہ بیروت)

''بنو تمیم کا ایک وفد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اور مسجد نبوی میں داخل ہو کر حجروں کے پیچھے سے آپ کو پکارنے لگا کہ ہمارے پاس آیئے، اس لئے کہ ہماری مدح زینت اور ہماری مذمت عیب ہے، ان بدویوں کی تعداد ستر تھی، اپنے کچھ لوگوں کو چھڑانے کے لئے وہ آئے تھے، نبی ﷺ قیلولہ کے وقت مصروف خواب تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کون لوگ تھے، تو ارشاد فرمایا کہ بنو تمیم کے کچھ سنگ دل اور بداخلاق تھے۔''

اسی وادی نجد کے باشندوں کے بارے میں سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

کنت فی مبدأ الرسالۃ اعرض نفسی علی القبائل فی کل موسم ولم یجبنی احدجوابا اقبح ولا اخبث من ردبنی حنیفۃ، (الدرر السنیۃ للشیخ زینی دحلان الشافعی مطبوعہ ترکی)

''عہد رسالت کے ابتدائی ایام میں ہر موسم حج کے موقع پر میں قبائل کے سامنے اپنی دعوت پیش کیا کرتا تھا بنو حنیفہ کے جواب سے زیادہ قبیح اور ناپاک جواب مجھے کسی قبیلہ نے نہ دیا۔''

وادی حنیفہ جس کا دوسرا نام یمامہ ہے۔ اس کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے۔

ان وادیھم وادی فتن الی اخر الدھر ولایزال فی فتنۃ من کذابھم الی یوم القیامۃ وفی روایۃ ویل للیمامۃ لا فراق لہ. (الدر رالسنیۃ)

''ان کی وادی قیامت تک فتنوں کی وادی رہے گی اور وہاں سے پیدا ہونے والے جھوٹوں کے سبب قیامت تک فتنہ میں مبتلا رہیں گے، اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ یمامہ پر مسلسل تباہی ہے''۔

اس نجد کا جغرافیہ بیان کرتے ہوئے، مسعود عالم ندوی نے لکھا ہے کہ:

''(نجد) کا جنوبی حصہ جو العارض کہلاتا ہے۔اس کا مشہور شہر ریاض ہے، جو آج سعودی حکومت کا پایہ تخت ہے عارض کو جبل یمامہ بھی کہتے ہیں، اصل میں یہ ایک پہاڑی کا نام ہے اور اس کے گرد و نواح کی زمین وادی حنیفہ اور یمامہ کہلاتی ہے، شیخ الاسلام (محمد بن عبدوہاب نجدی) کی جائے پیدائش عیینہ اور دعوت کا مرکز ''درعیہ'' دونوں اسی وادی میں واقع ہیں (ص ۱۶) حاشیہ کتاب محمد بن عبدالوہاب از مسعود عالم ندوی۔

مشہور محقق و فاضل محمد فرید وجدی نے اپنی انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے:

وقد خرج منها القرامطة و مسيلمة الكذاب والوهابيون وعا صمتها مدينة الرياض و سكانها خوثلاثين الفا (ص ۵۴ المجلدالعاشر دائرة معارف القرن العشرين محمد فريد وجدى مطبوعه بيروت)

''نجد سے قرامطہ، مسیلمۃ الکذاب اور وہابیوں کا خروج ہوا، نجد کا پایہ تخت ریاض ہے اس کے باشندے تقریباً تیس ہزار ہیں۔''

المنجد میں ہے:

كانت نجد المهد الاول للدعوة الوهابية وفيها نشأ البيت السعودى ومنها بسطوانفوذ هم على الاحساء والحجاز وعسير فانشاء امير هاعبدالعزيزبن محمد بن مسعود المملكة العربية السعودية ۱۹۳۲ء (ص ۷۰۶ المنجد فى الاعلام طبع سابع بيروت)

''نجد وہابی مشن کا گہوارۂ اول ہے۔سعودی خانوادہ یہیں سے بڑھا اور احساء، حجاز، عسیر پر چھا گیا، اور اس کے امیر عبدالعزیز بن (امیر درعیہ محمد بن) مسعود نے ۳۲ء میں سعودی حکومت کی داغ بیل ڈالی۔''

خواجہ حسن نظامی نے لکھا ہے۔''نجد کے باشندے سالہا سال سے وہابی ہیں،

اور ان کے مورث اعلیٰ (محمد بن) عبدالوہاب نجدی کے نام سے پوری دنیا کے وہابی منسوب ہیں...... نجدیوں کے عقائد ہندوستانیوں سے پوشیدہ نہیں کیوں کہ یہاں بھی بہت سے وہابی موجود ہیں اور دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔''

(ص ۳، نادان وہابی، مطبوعہ دہلی، ربیع الاول ۱۳۴۴ھ/۲۵ء)

شیخ نجدی کا دار الندوہ

کفار قریش اور مشرکین مکہ نے دیکھا کہ مسلمانوں کی تعداد مکہ مکرمہ کے علاوہ اوس اور خزرج کے دیگر علاقوں میں بھی بڑھنے اور پھیلنے لگی۔اور وہ روز بروز طاقتور ہوتے جا رہے ہیں۔یہ صورت ان کے لئے بڑی پریشان کن تھی جسے برداشت کرنے کے وہ کسی طرح تیار نہ تھے۔

مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت روکنے کے لئے تمام اصحاب عقل ورائے، عتبہ اور شیبہ، پسران ربیعہ، ابوسفیان بن حرب، طیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود، ابوجہل امیہ بن خلف وغیرہم یہ سب کے سب دار الندوہ میں جمع ہوئے۔

فاجتمعوا فى دار الند وة ولم يتخلف احد من اهل الراى والحجى منهم لبتشاور راوحضرهم وليهم وشيخهم ابليس فى صورت شيخ كبير من اهل نجد(ص ۵۲، زاد المعاد ابن القيم الجوزى الجزء الثانى المطبعة المصريه طبع ثانى ۱۳۹۲ھ ، ۷۲ء)

یعنی ابلیس لعین بصورت شیخ نجدی دار الندوہ کی مجلس شوریٰ میں پہنچا، اور اس کی صدارت میں اس مجلس کا انعقاد ہوا، تمام اصحاب رائے رسول ہاشمی ﷺ کے خلاف اپنی

رائیں پیش کرنے لگے، ایک نے رائے دی کہ محمد ﷺ کے ہاتھ پاؤں میں بیڑی ڈال کر کسی بند کوٹھری میں ڈال دیا جائے، دوسرے نے کچھ سوچنے کے بعد آپ کو جلاوطن کیے جانے کی رائے دی، اشار کلا احد منهم برائه والشيخ يرده ولا يرضاه (ص ۵۲، زادالمعاد) سب اپنی اپنی رائیں پیش کرتے اور شیخ نجدی انھیں رد کرتا رہا۔

فقال الشیخ النجدی لا واللہ ماھذالکم برای

(ص ۴۸۱ سیرۃ ابن ھشام ج ۱)

''شیخ نجدی نے کہا، خدا کی قسم تمہاری یہ کوئی ٹھوس رائے نہیں۔''

آخر میں ابوجہل نے اپنی یہ رائے پیش کی کہ ہم ہر قبیلہ کے ایک ایک طاقتور نوجوان کا انتخاب کر کے اس کے ہاتھ میں تلوار دیدیں اور وہ بیک وقت حملہ کر کے آپ کا کام تمام کردیں، (معاذ اللہ) اولاد عبد مناف یکہ وتنہا کس کس سے لڑے گی، فقال الشیخ للہ در الفتیٰ ھذا او اللہ ھو الرای، (ص ۵۲، زاد) دشمن رسول شیخ نجدی نے کہا خدا کی قسم اس شخص نے کتنی عمدہ رائے دی ہے، اسی پر عمل ہونا چاہئے، اس آخری تجویز پر ہر ایک نے اتفاق رائے کیا۔

فقال الشیخ النجدی القول ماقال الرجل ھذا الرای الذی لارای غیرہ فتفرق القوم علی ذالک وھم مجمعون۔

(ص ۴۸۲ سیرۃ ابن ھشام اول)

''شیخ نجدی نے کہا، بات یہی عمدہ ہے جو اس آدمی (ابوجہل) نے کہی۔ اس کے علاوہ کوئی رائے نہیں، بالآخر ہر ایک نے اس پر اتفاق کیا، اور مجلس برخاست ہوگئی۔''

سیرت ابن ہشام کے شارح علامہ عبدالرحمن سہیلی اندلسی المتوفی ۵۸۱ھ نے اپنی کتاب الروض انف میں لکھا ہے کہ بیت اللہ کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر جو اختلاف ہوا

تھا، اس وقت ابلیس شیخ نجدی کی صورت میں ظاہر ہوا تھا، اور حضور کو حکم بنانے کے خلاف تحریک کی تھی۔ (ص ۴۸، حاشیہ سیرۃ ابن ہشام)

ابلیس لعین شیخ نجدی کی شکل میں پہلی مرتبہ نہیں ظاہر ہوا تھا، بلکہ:

کان یری رسول اللہ ﷺ ابلیس فی صورۃ الشیخ النجدی

(تفسیر کبیر للعلامۃ الرازی)

رسول اللہ ﷺ ابلیس کو شیخ نجدی کی صورت میں دیکھا کرتے تھے۔

حدیث شام ویمن

سرزمین نجد کی نحوست حدیث ذیل سے بھی واضح طور پر عیاں ہے۔

عن ابن عمر قال قال النبی ﷺ اللھم بارک لنافی شامنا، اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ وفی نجد ناقال اللھم بارک لنافی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ و فی نجدنا فاظنه قال فی الثالثة ھناک الزلازل والفتن و بھایطلع قرن الشیطان۔

(ص ۱۰۵ بخاری شریف ج ۲، اصح المطابع دھلی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ ہمارے لئے تو ہمارے شام اور یمن میں برکت عطا فرما نجد کے لوگوں نے کہا، اور ہمارے نجد میں یارسول اللہ (دعائے برکت فرمائیے) فرمایا اے اللہ ہمارے لئے ہمارے شام اور یمن میں برکت نازل فرما انہوں نے دوبارہ کہا اور ہمارے نجد میں یارسول اللہ راوی (ابن عمر رضی اللہ عنہما) کا خیال ہے کہ تیسری مرتبہ فرمایا وہاں پر زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

ہوتا حضرت عمر بن خطاب نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ آپ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو، اس کے بہت سے ساتھی ہیں جن کی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے مگر حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔''

علامہ زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

واصرح من ذالک ان هذا المغرور محمد بن عبدالوهاب من تميم فيحتمل انه من عقب ذى الخويصرة التميمى الذى جاء فيه حديث البخارى عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه. (ص ۵۱ الدرالسنيه)

''اور سب سے واضح بات یہ ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا سلسلہ نسب بنی تمیم سے ہے۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ شیخ نجدی ذوالخویصرہ تمیمی کی نسل سے ہو، جس کے متعلق بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تقسیم مال غنیمت کا یہ واقعہ آئندہ سطور میں بھی تحریر کیا جارہا ہے۔

علامات خوارج

حضرت شریک بن شہاب سے روایت ہے انہون نے کہا کہ میری تمنا تھی کہ کسی صحابی رسول سے ملاقات کر کے خوارج کے بارے میں پوچھوں، حضرت ابوبرزہ سے ایک خوشی ے دن ملاقات ہوئی، ان کی معیت میں ان کے کچھ ساتھی بھی تھے، میں نے ان سے کہا کہ آپ نے خوارج کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ کہتے سنا ہے، انہوں نے کہا ہاں! میں نے اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس

کچھ مال لایا گیا، جسے انہوں نے تقسیم فرماتے ہوئے داہنے اور بائیں بیٹھنے والوں کو دیا، اور پیچھے والوں کو کچھ نہ دیا، پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ اے محمد (ﷺ) آپ نے تقسیم میں عدل نہیں کیا، وہ شخص کالا اور اس کے بال منڈے ہوئے تھے اور اس کے اوپر دو سفید کپڑے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ خدا کی قسم میرے بعد کسی کو مجھ سے زیادہ عادل نہ پاؤ گے پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ نکلیں گے، گویا یہ انہیں میں سے ہے، وہ قرآن حکیم پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے پار نہ ہوگا، وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے ان کی خاص علامت سر کا منڈانا ہے، وہ برابر نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا، جب تم ان سے ملو گے تو وہ نہایت برے ہوں گے۔ (مشکوۃ ص ۳۰۸، ۳۰۹)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک بار حضور سرور عالم ﷺ مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے، ایک شخص آیا جس کی داڑھی گھنی، دونوں گال پھولے ہوئے، آنکھیں دھنسی ہوئی، پیشانی ابھری ہوئی اور سر منڈا ہوا تھا، اس نے کہا اے محمد ﷺ اللہ سے ڈرو، آپ نے ارشاد فرمایا میں ہی اس کی نافرمانی کروں گا، تو کون اس کی فرماں برداری کرے گا، اللہ تعالی نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے، اور تم لوگ مجھے امین نہیں سمجھتے، اسی اثناء میں ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی، آپ نے انہیں روک دیا، لوگوں کا خیال ہے کہ وہ حضرت خالد بن ولید تھے، جب وہ چلا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک جماعت پیدا ہوگی۔ وہ لوگ قرآن پڑھیں گے۔ لیکن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ (مسلم شریف ص ۵۰)

"ہمارے اس نجد ہی میں سب سے پہلے فتنے پیدا ہوئے۔ پہلے سے لے کر اب تک اس سے زیادہ فتنے کسی مسلم شہر اور علاقہ میں نہیں ہوئے اور تمہارا (وہابیوں کا) مذہب ایسا ہے کہ عامۃ المسلمین پر اس کی اتباع واجب ہے اور جو تمہارے مذہب کو مان لے، لیکن اپنے شہر یا ملک میں اس کا اظہار نہ کر سکے اور وہاں کے مسلمانوں کی تکفیر نہ کر سکے اسے تمہارے یہاں ہجرت کرنا واجب ہے اور صرف تم لوگ ہی کامیاب جماعت ہو۔"

اس کے بعد لکھتے ہیں: اور تمہارا مذہب حدیث (شام ویمن) کے خلاف ہے۔

اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کو رب تعالیٰ نے قیام قیامت تک کی امت محمدیہ پر پیش آنے والے تمام واقعات سے باخبر فرمایا اور آپ نے اس امت پر پیش آنے والی باتوں اور ان سے صادر ہونے والے تمام احوال کی خبر دی تو اگر رسول کریم ﷺ جانتے کہ بلاد مشرق خصوصاً نجد جو مسیلمہ کذاب کا علاقہ ہے وہ دار الایمان ہوگا اور مظفر و منصور طائفہ نجد ہی کا ہوگا اور یہیں سے ایمان کو فروغ ہوگا، اور حرمین شریفین و یمن بلاد کفر ہوں گے جہاں اصنام کی پرستش ہوگی اور ان مقامات سے ہجرت کرنا واجب ہوگا۔ ان سب چیزوں کا علم ہوتا تو آپ اپنی امت کو ضرور اسے باخبر فرما دیتے اور اہل مشرق خصوصاً نجد کے لئے دعائے خیر فرماتے اور حرمین شریفین کے لئے بددعا ہوتی اور آپ بتا دیتے کہ یہ بتوں کی پرستش کریں گے۔

حالانکہ آپ نے اہل نجد سے برات ظاہر کی کیوں کہ اس کے برعکس ہی ہوا، نبی کریم ﷺ نے مشرق کو عام اور نجد کو خاص کیا کہ وہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔ اور وہاں سے فتنے اٹھیں گے اور نجد کے لئے دعا نہ فرمائی جن مسلمانوں کے لئے رسول کریم ﷺ نے دعا کی وہ تمہارے نزدیک کفار و مشرکین ہیں اور جن کے لئے دعا کرنے سے انکار فرمایا اور خبردار کیا کہ نجد سے شیطان کی سینگ نکلے گی اور فتنے پیدا ہوں گے وہ بلاد ایمان ہیں اور ان کی طرف ہجرت واجب ہے۔ (ص ۴۴ ایضاً)

خروج وہابیت

سرزمین نجد سے قرامطہ مسیلمۃ الکذاب اور وہابیوں کا خروج ہوا اور اسلام و مسلمین کو زبردست ابتلاء و آزمائش کے دور سے گذرنا پڑا، بنو حنیفہ وہ شقی القلب قبیلہ ہے جس کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

لم یجبنی احد جوابا اقبح ولا اخبث من ردبنی حنیفة

بنو حنیفہ سے زیادہ قبیح اور ناپاک جواب کسی نے نہیں دیا۔

اس قبیلہ کے بطن سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں مسیلمہ کذاب پیدا ہوا، اور اس نے دعویٰ نبوت کیا، جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بڑی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

امام ابوسلیمان الخطابی کہتے ہیں کہ مرتدین کی متعدد قسمیں ہیں۔

وصنف ارتدوا عن الاسلام وتابعوا مسیلمة وهم بنو حنیفة

(الصواعق ص ۱۳)

مرتدین کی ایک جماعت وہ ہے جو مسیلمہ کذاب کی تابع ہوئی اور وہ بنو حنیفہ ہیں۔

بنو تمیم وہ بدقسمت قبیلہ ہے، جو حضور ﷺ کی ناراضگی کا نشانہ بنا اور اپنی گستاخی سے اس نے حجروں کے پیچھے سے آپ کو آواز دی "**ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرهم لایعقلون**"

اسی قبیلہ کے ذوالخویصرہ تمیمی نے تقسیم مال غنیمت کے وقت حضور ﷺ سے بدکلامی کی جس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کے حلق سے قرآن نہیں اترے گا، اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

صاحب لمعات ارشاد فرماتے ہیں کہ ذوالخویصرہ کی نسل سے خارجیوں کا کوئی گروہ نہیں نکلا۔ (حاشیہ مشکوۃ ص ۵۳۵ ،مطبوعہ دہلی)

ان تحقیق اور تاریخی حقائق کی روشنی میں پورے طور پر یہ بات واضح ہوگئی وبھا یطلع قرن الشیطان سے نبی صادق ﷺ کا واضح اشارہ اسی فتنہ وہابیت کی طرف تھا نجد کے قبیلہ بنی تمیم سے پیدا ہونے والے محمد بن عبدالوہاب کے عقائد وخیالات اور اس کے معتقدین کی شکل وصورت کا گزشتہ احادیث کریمہ کی روشنی میں جائزہ لیجئے تو شرح صدر کے ساتھ آپ یقین کرلیں گے کہ پیغمبر اسلام نے اسی فتنہ کی خبر دی تھی، شیخ نجدی اور مسیلمۃ الکذاب کی جائے پیدائش ''عیینیہ'' ایک ہی ہے، اور یہ بھی ایک حیرت انگیز اتفاق ہے کہ مذہب وہابیت کو عالمگیر سطح پر مشہور ورائج کرنے والا خاندان سعود بھی مسیلمۃ الکذاب اور شیخ نجدی کی قوم بنوحنیفہ ہی سے ہے، جیسا کہ علامہ زینی دحلان لکھتے ہیں۔

وکان ممن قام بنصرتہ وانتشار دعوتہ محمد بن سعود امیر الدرعیہ وکان من بنی حنیفۃ قوم مسیلمۃ الکذاب.

(ص ۶۷ فتنۃ الوھابیہ مطبوعہ ترکی)

علامہ عید بن الحاج وصیف شافعی استاذ جامعہ ازہر مصر لکھتے ہیں۔

ھو محمد بن عبدالوھاب تمیمی الاصل مشرقی نجدی.

(ص ۴ نور الیقین ترکی)

محمد بن عبدالوہاب تمیمی الاصل مشرقی نجدی ہے۔

ایک روایت میں قرن کے بجائے ''قرنا تثنیہ'' ہے۔ اس صورت میں بھی نجد ہی کی زمین نے امت کے لئے دو عظیم فتنے پیدا ہوئے، ایک مسیلمہ کذاب نجدی اور دوسرے محمد بن عبدالوہاب نجدی۔

مخصوص علامات وشعائر کی روشنی میں خروج وہابیت، اس کے جنگ وجدال اور اس کی بدمذہبی وبدباطنی کا ذکر کرتے ہوئے مشہور مفسر حضرت علامہ احمد صاوی مالکی آیت کریمہ فمن زین لہ سوء عملہ فراہ حسنافان اللہ یضل من یشاء ویھدی من یشاء، الایہ کی شان نزول میں فرماتے ہیں، نزل فی ابی جھل وغیرہ.

(قولہ نزل فی ابی جھل وغیرہ)

ای من مشرکی مکۃ کالعاص بن وائل الی وقیل ھذہ الایۃ نزلت فی الخوارج الذین یحرفون تاویل الکتب والسنۃ ویستحلون بذالک دماء المسلمین واموالھم کما ھو مشاھدالان فی نظائر ھم وھم فرقۃ بارض الحجاز یقال لھم الوھابیۃ یحسبون انھم علی شئی الاانھم ھم الکاذبون استحوذ علیھم الشیطان فانساھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون نسال اللہ ان یقطع دابراھم

(ص ۳۰۷ و ۳۰۸ سورہ فاطر حاشیہ صاوی، علی الجلالین جلد سوم دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان ازعلامہ شیخ احمد الصاوی المالکی ص ۲۵۵، سوم مطبع عامرہ شرفیہ وص ۲۵۵، ج ۳ مطبعۃ دار حیاء الکتب العربیہ)

کہا گیا کہ یہ آیت کریمہ ابوجہل وغیرہ یعنی مشرکین مکہ جیسے عاص بن وائل کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت شریفہ خارجیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو کتاب وسنت کی بے جا تاویلیں کرتے ہیں اور اپنی ان تاویلوں سے مسلمانوں کا خون حلال سمجھتے ہیں جیسا کہ اس دور میں ان جیسے لوگوں میں ہے۔

اور وہ حجاز کی ایک جماعت ہے جسے وہابی کہا جاتا ہے، وہ اپنے آپ کو کچھ حق پر سمجھتے ہیں، سن رکھو وہ جھوٹے ہیں، ان پر شیطان پوری طرح چھا گیا ہے تو اس نے خدا کی

یاد سے انہیں غافل کر دیا ہے۔ وہ شیطانوں کی جماعت ہے، اور خوب غور سے سن رکھو، کہ شیطان کی جماعت ہی گھاٹے میں ہے، ہم خداوند کریم سے دعا کرتے ہیں کہ وہ بیخ و بن سے ان وہابیوں کو نیست و نابود کر دے۔

حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ان کے خروج کے بارے میں لکھتے ہیں۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوهاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین و کانوا یسختون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم هم المشرکون واستباحوا بذلک قتل اهل السنة وقتل علماءهم حتی کسر الله شوکتهم وحزب بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلاث و ثلاثین و مأتین والف (ص ۳۰۹ باب البغاة کتاب الایمان الجزء الثالث رد المحتار علی الدر المختار مطبوعه ترکی)

جیسا کہ ہمارے زمانہ میں (محمد بن) عبدالوہاب (نجدی) کے متبعین کا حال ہے، کہ وہ نجد سے نکلے اور حرمین طیبین پر چھا گئے وہ اپنے آپ کو حنبلی کہتے تھے لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو لوگ ان کے عقائد سے اختلاف کرتے ہیں، وہ پکے مشرک ہیں، اسی سبب سے انہوں نے اہل سنت و جماعت اور ان کے علماء کے قتل کو مباح سمجھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے شہر ویران کئے ان کی شوکت توڑی اور ۱۲۳۳ھ میں مسلمان ان پر غالب آئے۔

ابوالحسنات مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی کے والد ماجد حضرت علامہ عبدالحلیم فرنگی محلی نے وہابیوں کو روافض وخوارج ومعتزلہ کی صف میں شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کالوهابی المنکر للشفاعة (ص ۲۴۷، حاشیہ نورالانوار از شیخ احمد ملا جیون) مکتبہ رشیدیہ دہلی)

عقائد وہابیت

شیخ نجدی کے بنیادی عقائد ونظریات کا ذکر کرتے ہوئے علامہ ابوحامد بن مرزوق اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان امهات عقیدته منحصرة فی اربع تشبیه الله سبحانه تعالی بخلقه وتوحید الالوهیة الربوبیة وعدم توقیر النبی ﷺ وتکفیر المسلمین وانه مقلد فیها کلها احمد بن تیمیة وهذا مقلد فی الاولیٰ آلکرامیة ومجسمة الحنابلة ومقتد بهما وبالحروریین فی الرابعة ومخترع توحید الالوهیة والربوبیة الذی تفرع عنه عدم توقیره النبی ﷺ وتکفیر المسلمین. (ص ۲۴۴، التوسل بالنبی مطبوعہ ترکی)

محمد بن عبدالوہاب کے بنیادی عقائد چار ہیں، اولاً مخلوق سے رب تعالیٰ کی تشبیہ ثانیاً توحید الوہیت وربوبیت، ثالثاً نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی، رابعاً تکفیر مسلمین، ان تمام عقائد میں وہ احمد بن تیمیہ کا مقلد ہے اور ابن تیمیہ پہلے عقیدہ میں کرامیوں اور تجسم کے قائل حنبلیوں کا مقلد ہے چوتھے عقیدہ میں وہ ان دونوں اور حروریین کا متبع ہے توحید الوہیہ وربوبیہ کی اس نے خود ایجاد واختراع کی ہے جس سے نبی کریم ﷺ کی شان میں بے ادبی اور تکفیر کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔

ائمہ اربعہ (امام اعظم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم) کے بہت سے اقوال کو بے بنیاد ٹھہراتا، اور کبھی خفیہ چال چلتا کہ ائمہ تو حق پر ہیں، اور ان کے متبعین جنہوں نے ان کے مسالک کو مدون کر کے کتابیں لکھیں ان پر جرح وقدح کرتے ہوئے کہتا کہ یہ خود گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا کبھی کہتا کہ شریعت تو ایک

ہی ہے، ان (ائمہ) لوگوں نے کیسے چار مذاہب بنا دیئے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ دونوں ہمارے لئے کافی ہیں، ہم ان پر عمل کریں گے، کسی مصری وشامی ہندی کی ہم اتباع وتقلید نہیں کریں گے۔ (ص ۲۴۵، التوسل بالنبی)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے شیخ نجدی کے بارے میں ایک سوال کا عربی میں جواب دیتے ہوئے لکھا ہے جس کا اردو ترجمہ انہیں کی زبان میں یہ ہے۔

ہمارے نزدیک ان (محمد بن عبدالوہاب نجدی) کا حکم وہی ہے، جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے۔ وہ خوارج کی ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی، تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے، جو قتال کو واجب کرتی ہے، اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں، آگے فرماتے ہیں، ان کا حکم باغیوں کا ہے۔ الخ

(ص ۱۹ المفند علی المہند مطبع قاسمی دیوبند ۲۶ء)

اس جواب پر ان حضرات کی بھی تصدیقات ہیں (شیخ الہند) محمود الحسن صدر مدرسین دیوبند، مولوی عزیز الرحمٰن مفتی دیوبند، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی عبدالرحیم رائے پوری، مولوی حبیب الرحمٰن دیوبندی، مولوی محمد احمد (بن مولوی محمد قاسم نانوتوی) مہتمم مدرسہ دیوبند، مفتی کفایت اللہ شاہجہاں پوری، مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، مولوی محمد مسعود احمد بن مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہم ان کے علاوہ بہت سے علماء عرب کی تصدیقات بھی منقول ہیں۔

''دیوبند شیخ الاسلام صدر جمعیۃ علمائے ہند مولوی حسین احمد مدنی صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند نے لکھا ہے''۔

''فتاویٰ رشیدیہ میں متعدد مقامات میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے

طائفہ وہابیہ غیر مقلدین کو فاسق تحریر فرمایا ہے، اور ان کے اقتداء کو مکروہ کہا ہے (واضح رہے کہ مطلق مکروہ کہے جانے پر مکروہ تحریمی مراد ہوتا ہے جس سے نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے۔ مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن قادری نے وہابی امام حرم کی اقتدا نہ کی جو صحیح ہے اور گنگوہی کا بھی یہی عقیدہ ہے اس کے باوجود ہندوستانی دیوبندی آج وہابیہ نجد کے ساتھ ہیں''

کہ سلف صالحین وائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے سے فسق لازم آتا ہے۔ (ص ۳۷ الشہاب الثاقب مطبوعہ علی گڑھ)

شیخ نجدی اور اس کے عقائد واحوال کو تفصیل کے ساتھ موصوف نے اس طرح لکھا ہے:

''صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی میں نجد سے ظاہر ہوا، اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا، اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل وقتال کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی دعوت دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا کیا۔

ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔

الحاصل وہ ایک ظالم وباغی، خونخوار فاسق شخص تھا، اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا، اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے۔ (ص ۴۲ الشہاب الثاقب مطبوعہ دیوبند)

محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ:

(۱) جملہ اہل عالم وتمام مسلمانان دیار مشرک وکافر ہیں وران سے قتل وقتال کرنا ان کے اموال کوان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔(ص ۴۳ الشہاب الثاقب)

(۲) نجدی اوراس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے، بعدازاں وہ اوردیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔اور بعد وفات ان کو حیات ہے تو وہی حیات ان کو برزخ ہے، جواحادیث سے ثابت ہے، بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں مگر بلاعلاقہ روح اورمتعددلوگوں کی زبان سے بالفاظ کریہہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں دربارۂ حیات نبوی ﷺ سنا جاتا ہے اورانہوں نے اپنے رسائل وتصانیف میں لکھا ہے۔(ص ۴۵،الشہاب الثاقب)

(۳) زیارت رسول مقبول ﷺ حضوری آستانہ شریفہ وملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت وحرام وغیرہ لکھتا ہے۔اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور وممنوع جانتا ہے **لاتشدو الرحال الاالیٰ ثلثه مساجد** ان کا مستدل ہے۔

(۴) شان نبوت وحضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اوراپنے آپ کومماثل ذات سرورکائنات خیال کرتے ہیں، اورنہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں، اوراپنی شقاوت قلبی وضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کوہدایت کرکے راہ پرلارہے ہیں۔

ان کا خیال ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پرنہیں، اور نہ کوئی احسان اورفائدہ ان کی ذات سے بعدوفات ہے اوراسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعدوفات ناجائز کہتے ہیں۔

ان کے بڑوں کا مقولہ ہے، معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی

لاٹھی ذات سرورکائنات علیہ السلام سے ہم کوزیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے کتے کوبھی دفع کرسکتے ہیں، اورذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کرسکتے۔(ص ۴۷ الشہاب الثاقب)

(۵) وہابیہ اشغال باطنیہ واعمال صوفیہ مراقبہ ذکروفکروارادت ومشیخت وربط القلب بالشیخ وفناوبقاوخلوت وغیرہ کوفضول ولغووبدعت وضلالت شمار کرتے ہیں اوران اکابر کے اقوال وافعال کوشرک وغیرہ کہتے ہیں اوران سلاسل میں داخل ہونا بھی مکروہ ومستقبح بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں۔

چنانچہ جن لوگوں نے دیار نجد کا سفر کیا ہوگا یاان سے اختلاط کیا ہوگا، ان کوبخوبی علم ہوگا فیوض روحیہ ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہیں ومثل ہذا۔(الشہاب الثاقب ص ۵۹)

(۶) وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کوشرک فی الرسالت جانتے ہیں اورائمہ اربعہ اوران کے مقلدین کی شان میں وہابیہ الفاظ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اوراس کی وجہ سے وہ گروہ اہل سنت والجماعت کے مخالف ہوگئے، چنانچہ غیرمقلدین ہنداسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔

وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہاردعویٰ حنبلی ہونے کا کرتے ہیں لیکن عمل درآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پرنہیں ہے، بلکہ وہ بھی اپنے وہم کے مطابق جس حدیث کومخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں، ان کا بھی مثل غیرمقلدین کے اکابرامت کی شان میں الفاظ گستاخانہ بے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے۔(ص ۶۲،۶۳ الشہاب الثاقب)

(۷) الرحمٰن علی العرش استوی وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواء ظاہری اورحیات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے، مسئلہ نداء رسول اللہ ﷺ میں وہابیہ مطلقا منع کرتے ہیں۔(ص ۶۴،الشہاب)

چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بار ہا سنا ہوگا، والصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو

سخت منع کرتے ہیں، اور اہل حرمین پر سخت نفریں اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں، اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں، اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔

وہابیہ نجدیہ، یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے، وہابیہ وہاں (مسجد نبوی وبارگاہ مصطفوی) پر بھی (ندا یا رسول اللہ) منع کرتے ہیں، دو وجہ سے اولاً یہ کہ استعانت لغیر اللہ تعالیٰ ہے، دوم، یہ کہ ان کا اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں، بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متصف بالحیاۃ البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں، پس جو حال دیگر مومنین کا ہے، وہی ان کا بھی ہوگا۔

یہ جملہ عقائد ان لوگوں پر بخوبی ظاہر وباہر ہیں جنہوں نے دیار نجد کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہ کر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو، یا کسی طرح ان کے عقائد پر مطلع ہوا ہو یہ لوگ جب مسجد نبوی شریف میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضہ مبارک پر حاضر ہوکر صلوٰۃ وسلام ودعا وغیرہ پڑھنا بدعت ومکروہ شمار کرتے ہیں۔

انہیں افعال خبیثہ واقوال واہیہ کی وجہ سے اہل عرب کو ان سے نفرت بیشمار ہے

(ص ۶۵و۶۶ الشہاب الثاقب)

(۸) وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ وسلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قراءت دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ وقصیدۂ ہمزیہ وغیرہ، اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدۂ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ (ص ۶۶ الشہاب)

(۹) وہابیہ تمباکو کھانے اور اس کے پینے کو حقہ میں ہو یا سگار میں یا چرٹ میں اور اس کے ناس لینے کو حرام اور اکبر الکبائر میں شمار کرتے ہیں۔

ان جہلا کے نزدیک معاذ اللہ زنا اور سرقہ کرنے والا اس قدر ملامت نہیں کیا جاتا جس قدر تمباکو استعمال کرنے والا ملامت کیا جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے فساق وفجار سے وہ نفرت نہیں کرتے جو تمباکو استعمال کرنے والے سے کرتے ہیں۔ (ص ۶۶۔ الشہاب)

(۱۰) وہابیہ امر شفاعت میں اسقدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے پہنچا دیتے ہیں۔ (ص ۶۷ الشہاب)

(۱۱) وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم اسرار وحقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔ (ص ۶۷، الشہاب)

(۱۲) وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح وبدعت کہتے ہی اور علیٰ ہذا القیاس اذکار اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی برا سمجھتے ہیں۔ (ص ۶۷۔ الشہاب)

محمد بن عبدالوہاب نجدی

اپنے شیوخ واساتذہ اور معاصرین ومتاخرین کی نظر میں

شیخ نجدی کی تحریک چونکہ اسلامی معاشرہ کے خلاف ایک ابھرتا ہوا جنونی نشہ تھا اور اس کے بڑے ہی مہلک اور ہولناک اثرات پیدا ہو رہے تھے، اس لئے پوری امت نے اس کے سد باب کی کوشش کی اور علمائے اسلام نے زبان وقلم سے اس کی شدید مزاحمت فرمائی، چند اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) شیخ نجدی کے استاذ شیخ محمد بن سلیمان الکردی الشافعی نے شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب الصواعق الالٰہیہ پر تقریظ فرمائی، انہوں نے اپنی فراست ایمانی سے شیخ نجدی کی ضلالت وگمراہی کو تاڑ لیا تھا، جیسا کہ اس کے شیخ محمد حیات سندھی اور اس کے والد شیخ عبدالوہاب نے بھی اس کی گمراہی کو بھانپ

کراسے سخت تنبیہ اور بار بار ہدایت کی۔

(۲) اس کے شیخ علامہ عبداللہ بن عبداللطیف الشافعی نے اس کی تردید میں اپنی کتاب ''تجرید سیف الجہاد لمدعی الاجتہاد'' تحریر فرمائی۔

(۳) علامہ عفیف الدین عبداللہ بن داؤد الحنبلی نے اس کے خلاف ایک کتاب بنام ''الصواعق والرعود'' لکھی، علامہ علوی بن احمد الحداد کہتے ہیں کہ اس کتاب پر بصرہ بغداد حلب اور احساء وغیرہ کے جلیل القدر علمائے اسلام نے تقاریظ لکھیں، محمد بن بشیر قاضی راس الخیمہ عمان نے اس کی تلخیص کی۔

(۴) علامہ محقق محمد بن عبدالرحمٰن بن عفالق الحنبلی نے شیخ نجدی کے رد میں ایک بڑی جامع اور تحقیقی کتاب تہکم المقلدین بمن ادعی تجدید الدین لکھی۔

(۵) علامہ احمد بن علی القبانی البصری الشافعی نے ایک ضخیم کتاب اس کے خلاف لکھی۔

(۶) علامہ عبدالوہاب بن احمد برکات الشافعی الاحمدی المکی نے بھی اس کی تردید کی۔

(۷) شیخ عطاء المکی نے الصارم الہندی فی عنق النجدی'' لکھی۔

(۸) شیخ عبداللہ بن عیسی المویسی۔

(۹) شیخ احمد المصری الاحسائی ان دونوں نے بھی اس کا رد کیا۔

(۱۰) بیت المقدس کے ایک زبردست عالم نے ایک کتاب بنام ''السیوف الصقال فی اعناق من انکر علی الاولیا بعد الانتقال لکھی۔

(۱۱) سید علوی بن احمد الحداد نے ایک کتاب ''السیف الباتر لعنق المنکر علی الاکابر'' لکھی۔

(۱۲) شیخ محمد بن الشیخ احمد عبداللطیف الاحسائی نے اس کا رد کیا۔

(۱۳) علامہ عبداللہ بن ابراہیم میرغنی ساکن طائف نے ''تحریض الاغبیاء علی الاستعانۃ بالانبیاء والاولیاء لکھی۔

(۱۴) سید علوی بن احمد الحداد کہتے ہیں کہ مقام ابراہیم مکہ مکرمہ کے سامنے میں نے شیخ محمد صالح الرمزی کو اسی طرح کی کتاب لکھتے دیکھا۔

(۱۵) علامہ طاہر سنبل الحنفی نے ''الانتصار للاولیاء الابرار'' لکھی۔

(۱۶) سید علوی بن احمد الحداد فرماتے ہیں کہ حرمین شریفین، الاحساء، بصرہ، بغداد، حلب و یمن و دیگر بلاد اسلامیہ کے کثیر التعداد حنفی، شافعی، مالکی، علماء اکابر نے نثر و نظم میں اس کے خلاف لکھا ہے، ان مضامین پر مشتمل ایک ضخیم مجموعہ خود میری نظر سے گذرا۔

(۱۷) شیخ محدث صالح الفلانی المغربی کے پاس علمائے مذاہب اربعہ کے مسلک پر مشتمل ایک ضخیم کتاب تھی جس میں اس کا شدید رد تھا۔

(۱۸) ایک جماعت کو ابن عبدالوہاب نے تحلیق الراس (سر منڈانے) کا حکم دیا، جس پر علامہ سید المنعمی نے ایک زوردار قصیدہ اس کے خلاف لکھا۔

(۱۹) احساء کے جلیل القدر عالم سید عبدالرحمٰن نے ۶۷، اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ لکھا۔

(۲۰) علامہ سید علوی بن احمد الحداد نے ''مصباح الانام وجلاء الظلام فی رد شبہ البدعی النجدی التی اضل بہا العوام'' (مطبوعہ مطبعۃ عامرہ ۱۳۲۵ھ) لکھی۔

(۲۱) اس کے بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نجدی نے اس کے خلاف الصواعق الالہیہ (مطبوعہ) لکھی۔

(۲۲) علامہ محقق اسمعیل التیمی المالکی المتوفی ۱۲۴۸ھ) نے نہایت تحقیقی کتاب لکھی، جو تونس سے چھپ چکی ہے۔

(۲۳) علامہ محقق شیخ صالح الکواش التونسی نے ''سعادۃ الدارین فی الرد علی الفرقتین'' میں ابن عبدالوہاب کے ایک رسالہ کا شدید رد کیا۔

(۲۴) علامہ محقق سید داؤد البغدادی الحنفی نے اس کی تردید کی۔

(۲۵) شیخ ابن ملہعوی اللیبی نے قصیدہ صنعانی جس میں ابن عبدالوہاب کی مدح ہے اس کے خلاف ایک زوردار قصیدہ لکھا ہے۔

(۲۶) علامہ سید مصطفی المصری نے قصیدہ صنعانی کے رد میں ایک سو چھبیس اشعار پر مشتمل قصیدہ کہا۔

(۲۷) شیخ سید الطباطبائی البصری نے بھی قصیدہ صنعانی کے رد میں ایک قصیدہ لکھا۔

(۲۸) علامہ شیخ ابراہیم المنودی المنصوری م ۱۳۱۴ھ نے دو جلدوں میں ''سعادۃ الدارین فی الرد علی الفرقتین الوہابیہ ومقلدۃ الظاہریہ'' لکھی۔

(۲۹) علامہ سید احمد دحلان المتوفی ۱۳۰۴ھ مفتی مکہ مکرمہ نے ''الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ'' لکھی۔

(۳۰) علامہ شیخ یوسف النبہانی نے ''شواہد الحق فی التوسل بسید الخلق'' لکھی۔

(۳۱) علامہ جمیل صدقی الزہاوی نے ''الفجر الصادق'' تحریر فرمائی۔

(۳۲) شیخ المشرقی المالکی الجزائری نے ''اظہار العقوق ممن منع التوسل بالنبی والولی الصدوق'' لکھی۔

(۳۳) علامہ شیخ المہدی الوازانی مفتی فاضل نے جواز توسل پر ایک کتاب لکھی جس میں محمد عبدہ مصری کا بھی رد ہے، جن کے یہاں توسل ممنوع ہے۔

(۳۴) شیخ مصطفی الحمامی المصری نے ''غوث العباد ببیان الرشاد'' لکھا جو مطبوع ہے۔

(۳۵) شیخ ابراہیم علمی القادری الاسکندری نے ''جلال الحق فی کشف احوال اشرار الخلق'' مطبوعہ سکندریہ ۱۳۵۵ھ نامی مشہور کتاب لکھی۔

(۳۶) علامہ شیخ سلامہ العزامی المتوفی ۱۲۷۹ھ نے البراہین الساطعہ'' لکھی جو مطبوعہ ہے۔

(۳۷) علامہ شیخ حسن الشطی الحنبلی الدمشقی نے ''النقول الشرعیہ فی الرد علی الوہابیہ''

لکھی جو مطبوع ہے، اس کے علاوہ بھی ان کا ایک رسالہ ہے۔

(۳۸) شیخ محمد حسنین مخلوف نے جواز توسل پر ایک رسالہ لکھا جو مطبوعہ ہے۔

(۳۹) شیخ حسن خزبک نے ''المقالات الوافیہ فی الرد علی الوہابیہ'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو مطبوعہ ہے۔

(۴۰) شیخ عطا الکسم الدمشقی نے ''الاقوال المرضیہ فی الرد علی الوہابیہ'' نامی رسالہ لکھا۔

(۴۱) علامہ شیخ عبدالعزیز القلیجی المالکی نے شیخ نجدی کے رد میں ایک زوردار نظم (عربی) لکھی۔ (۲۴۹ تا ۲۵۳، التوسل بالنبی)

مندرجہ بالا کتب ورسائل کے علاوہ سیکڑوں کتابیں شیخ نجدی کے خلاف علمائے اہل سنت نے لکھی ہیں، دنیا کی تقریباً ہر علمی اور مشہور زبان میں اس کا رد بلیغ کیا گیا ہے۔

اسی طرح تقویۃ الایمان مؤلفہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی جو شیخ نجدی کے عقائد ونظریات کی ترجمان اور اس کی تصنیف ''کتاب التوحید'' کا تقریباً ترجمہ اور تشریح ہے، اس کے خلاف بھی ہندوستان کے ہزاروں علمائے اسلام نے صدائے احتجاج بلند کی اور اپنی اپنی کتابوں میں اس کا رد کیا، سیکڑوں علماء نے اس کے خلاف مستقل کتب ورسائل لکھے، ایک لمبی فہرست خود میرے پاس موجود ہے، جسے انشاء المولیٰ تعالیٰ مزید تحقیق وتفصیل کے ساتھ کسی دوسرے موقعہ پر پیش کیا جائے گا جس سے دنیا پر آشکارا ہو جائے گا کہ کتاب التوحید از شیخ نجدی اور تقویۃ الایمان از اسمعیل دہلوی ان دونوں کتابوں نے کس طرح امت مسلمہ کو بیک جنبش قلم کافر ومشرک اور بت پرست بناڈالا اور وہابیت کے اس فتنہ کبریٰ کے سد باب اور اس کے رد وابطال میں علمائے اہلسنت نے کس طرح اپنی زبان وقلم کی توانائیاں صرف کیں۔

دکھاؤں گا تماشہ دی اگر فرصت زمانہ نے
میرا ہر داغ دل اک تخم ہے سرو چراغاں کا

نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور ان کی شان عظمت کے اظہار کے لئے جو بات بھی کہی جائے اور اس کے محتاط ومندوب ذرائع استعمال کئے جائیں، وہابیہ نجدیہ کے نزدیک بہر صورت وہ ناجائز وحرام اور شرک وبدعت ہی ہیں، اور جن قول وفعل میں تحقیر و اہانت کا کوئی پہلو شامل ہو وہ ان کے لئے مسرت وانبساط کا باعث ہے، حالانکہ کتاب و سنت کی روشنی میں تمام اسلاف واخلاف کا عقیدہ ہے کہ تعظیم رسول جزو ایمان ہے، اور بارگاہ رسول میں گستاخی کرنے والا ہر شخص کافر اور ابدی لعنت کا مستحق ہے، درحقیقت آداب سرور کائنات ﷺ سے انہیں دلی بغض وعناد ہے، حتی کہ آپ کو سیدنا ومولانا کہنا بھی ان کے نزدیک شرک ہے۔

علامہ ابن مرزوق کی عینی شہادت ہے کہ ۱۳۴۳ھ میں حرم مکہ مکرمہ کے قریب ایک مسلمان الھم صل علی سید نامحمد الخ پڑھ رہا تھا کہ اچانک وہابیوں کی ایک جماعت نے یہ پڑھتے سن لیا ان کے بوڑھے امیر وشیخ نے اس مسلمان کی طرف اپنے عصا سے اشارہ کرتے ہوئے کہا اذکرن ولا تعبدن (ص ۱۰۶ التوسل) یعنی صرف ان کا ذکر کرو ان کی پرستش نہ کرو، اس جملہ سے ان کا بغض اور ان کی ذہنیت پورے طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ رسول ہاشمی ﷺ پر عزت واحترام کے ساتھ درود وسلام بھیجنا بھی شرک ہے۔

درود وسلام پر پابندیاں

اسی لئے سعودی حکومت کی ایک تنظیم "الامر بالمعروف والنہی المنکر" نے ۱۳۷۶ھ میں مکہ معظمہ سے تمام سعودیوں کو خبردار کیا کہ دلائل الخیرات (مولفہ علامہ شیخ محمد بن سلیمان الجزولی المغربی الحسنی المتوفی ۶ ربیع الاول ۸۷۰ھ (ستتر برس کے بعد آپ کی نعش مبارک "سوس" سے "مراکش" منتقل کی گئی تو بالکل تروتازہ تھی)

زندیقوں اور ملحدوں کی کتاب سے بھی زیادہ خطرناک ہے، اور اس کا مؤلف یہودی ہے، (حالانکہ درود وسلام کی نہایت مستند کتاب ہے، تقریباً پانچ سو سال سے تمام مسلمان اسے ذوق وشوق سے پڑھ رہے ہیں)۔

علامہ ابو حامد بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"سید علی بن احمد بن حسن بن سید عارف باللہ بن علوی اپنی کتاب (مصباح الانام وجلاء الظلام فی رد شبہ البدعی النجدی التی اضل بہا العوام اور علامہ سید احمد بن زینی دحلان اپنی کتاب (الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ) میں لکھتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجنے سے نہ صرف منع کرتا تھا بلکہ درود شریف سن کر اس سے اذیت محسوس کرتا تھا جو شخص شب جمعہ میں منبروں پر درود شریف پڑھتا اس کی ایذا رسانی کے درپے ہوتا اور اسے سخت تکلیف پہونچاتا یہاں تک کہ ایک نابینا شخص جو نیک وصالح اور خوش الحان مؤذن تھے، ان کی عادت تھی کہ بعد اذان حضور ﷺ پر درود پڑھا کرتے تھے، انہیں اس نے منع کیا، لیکن وہ نہ مانے اس پر اس نے غیظ وغضب میں آکر انہیں قتل کر ڈالا، پھر اس نے کہا کہ فاحشہ اور زانیہ کے گھر میں سارنگی اور باجے کی آواز میں بھی اتنا گناہ نہیں جتنا عظیم گناہ منبر پر حضور ﷺ کی بارگاہ میں درود شریف پڑھنے میں ہے۔ اپنے معتقدین ومریدین کو یہ دھوکا دیتا کہ اس کی یہ سب باتیں محض حفاظت توحید کے لئے ہیں۔ (ص ۱۰۵، التوسل بالنبی)

رشید رضا مصری ایڈیٹر مجلہ المنار نے اذان کے بعد درود وسلام کو بدعت قبیحہ بتلایا جس پر مصر میں بڑا زبردست اختلاف اور فتنہ اٹھا، علامہ محقق الشیخ یوسف الدجوری کے سامنے سوال پیش کیا گیا۔ جس کا تحقیقی جواب مجلہ الازہر میں شائع ہوا۔ (ص ۱۰۶۔ ایضاً)

عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ (بن محمد بن عبدالوہاب) نے درود وسلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

والمقصود ان الصحابة رضی اللہ عنهم لم یکونو یعتادون الصلوة والسلام علیه عند قبره کما یفعله من بعد هم من الخلوف.

(ص ۲۱۹، فتح المجید شرح کتاب التوحید مطبوعه ریاض)

مقصود یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم قبر رسول اللہ کے قریب درود وسلام پڑھنے کے عادی نہ تھے جیسا کہ ان کے بعد کے لوگ کرتے ہیں۔

قال شیخ الاسلام رحمة الله لان ذالک لم ینقل عن احد من الصحابة فکان بدعة محضة. (ص ۲۱۹ ایضا)

شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) نے کہا اس لئے کہ یہ (قبر رسول کے پاس درود وسلام) کسی بھی صحابی رسول سے ثابت نہیں، لہٰذا یہ ایک خالص بدعت ہے۔

علامہ ابو حامد مرزوق لکھتے ہیں:

واحرق دلائل الخیرات وغیرها من کتب الصلوة علی النبی ﷺ ویتستر بقوله ان ذالک بدعة وانه یرید المحافظة علی التوحید.

(ص ۱۰۵، التوسل)

اس نے دلائل الخیرات وغیرہ درود وسلام کی کتابیں جلا ڈالیں اور لوگوں سے یہ کہہ کر بچتا کہ یہ بدعت ہے، اور میں توحید کی حفاظت کرنا چاہتا ہوں۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

فان مقلدیه لازالوا ینفذون رائه تاما غیر منقوص باتلاف کتب الصلوة ورمی مؤلفیها بالذندقة والالحاد وقارئیها بالشرک (ص ۱۰۵، ایضا)

شیخ نجدی کے متبعین اب بھی اس کی رائے اور اس کے خیال پر پورے طور پر عمل پیرا ہیں اور درود وسلام کی کتابیں جلا رہے ہیں ان کے مؤلفین کو زندیق وملحد اور پڑھنے والوں کو شرک بنا رہے ہیں۔

ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:

ولا نامر باتلاف شئی من المؤلفات اصلاً الا ما اشتمل علی ما یوقع الناس فی الشرک کروض الریاحین وکالدلائل (ص ۴۵، ۴۶) الهدیة السنیه مطبوعه المنار مصر ۱۳۴۲ھ)

ہمارا مقصد کتابوں کو جلانا نہیں ہے ہاں ہم ان کتابوں کو البتہ جلا کر خاکستر کر رہے ہیں جو لوگ کو شرک میں مبتلا کر رہی ہیں، جیسے روض الریاحین اور دلائل الخیرات۔

پوری امت کے تعامل کے خلاف دلائل الخیرات اور درود وسلام کی دوسری کتابوں کو جلا ڈالنا گمراہی وحرماں نصیبی کی واضح دلیل ہے۔

زیارت قبر رسول

حضور ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ وہ محض ایک قاصد اور ایلچی تھے جو اپنا پیغام پہنچا کر چلے گئے اب ان کا ہم پر کوئی حق نہیں۔ جیسا کہ علامہ ابن مرزوق لکھتے ہیں۔

فهم منتهکون حرمته ﷺ تطبیقا لماأسسه لهم شیخهم ابن الوهاب فی قوله (محمد ﷺ) طارش ای ادی الرسالة وذهب فلاحرمة له ولا قیمة له نعوذ بالله من زلقات الان وفساد الجنان. (ص ۱۰۶، التوسل بالنبی)

اسی طرح اس کے پیرو اس کے سامنے حضور ﷺ کی بڑی اہانتیں کرتے اور وہ اس سے بہت خوش ہوتا یہاں تک کہ ایک نے کہا کہ ہمارا عصا بہتر ہے محمد سے (ﷺ) اس سے ہم سانپ کو مارتے ہیں اور کتے کو دفع کرتے ہیں اور محمد ﷺ مر چکے ہیں، ان سے ہم کو مطلق نفع نہیں، وہ صرف ایک طارش (ایلچی) تھے جو پیغام پہنچا کر چلے گئے، (ترجمہ:

الدرالسنیہ علامہ زینی دحلان مکی) ان کے یہاں دعاء اموات شرک ہے (ص ۱۱۴ فتح المجید شرح کتاب التوحید) اور یا حرف ندا کے ساتھ غیر اللہ کو پکارنے والا مشرک ہے اس سے توبہ کرائی جائے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کردیا جائے (ص ۱۳۸ ایضا) قصد و زیارت قبر بھی شرک ہے (ص ۱۳۹ ایضا) اور حضور سرور عالم ﷺ سے استمداد و استعانت بھی شرک ہے (۱۴۹ ایضا)

عبدالرحمٰن بن حسن آل الشیخ (بن محمد بن عبدالوہاب نجدی) ایک جگہ لکھتا ہے:

وفی الحدیث دلیل علی منع شدالرحال الی قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم والی غیرہ من القبور و المشاھد لان ذالک من اتخاذ ھا اعیادا بل من اعظم اسباب الاشرک بھا. (ص ۲۱۹، ایضا)

اس حدیث میں روضہ رسول اور مزارات اولیاء و مشائخ کے زیارت کے لئے سفر ممنوع ہونے پر دلیل ہے، اس لئے کہ یہ شرک کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

محمد بن عبدالوہاب کے زمانے میں کچھ لوگ احساء سے زیارت نبی ﷺ کے لئے مدینہ طیبہ پہنچے، واپسی میں جب شیخ نجدی کو خبر ہوئی تو اس نے ان پر بہت مظالم کئے ان کی داڑھیاں مونڈوا دیں اور ان کو الٹا کر کے ذلیل و خوار کیا (الدرالسنیہ للعلامہ دحلان الشافعی) ایک جماعت جو اس کی تبلیغ سے متاثر نہ ہوئی، حج و زیارت کی نیت سے گذری، تو وہ کہنے لگا مشرکوں کے لئے راستہ چھوڑ دو یہ مدینہ جارہے ہیں۔ (ایضا)

قبر سے متصل مسجد کی تعمیر

وہابیہ نجدیہ کے مسلک کے مطابق کسی قبر کے نزدیک مسجد کی تعمیر اور اس میں نماز پڑھنی ناجائز ہے اپنے اسی عقیدہ کی تکمیل کے لئے مسجد نبوی کی توسیع میں شمال سے جنوب تک ایک لمبی دیوار کھینچ کر روضہ مقدسہ کو الگ کردینے پر وہ بضد اور مصر ہیں، چنانچہ ایک شیخ صاحب رقم طراز ہیں۔

ومعلوم ان الجھال الیوم کثیرون وھم فی کل بلد و کل دولة والیوم کماھو مشاھد فان قبر رسول اللہ ﷺ یطاف حولہ ویدعی و یسال بخفیہ من المسؤلین فھذا کلہ یدعوا الی عدم جواز توسعة المسجد من جھة القبر خشیة الوقوع فی الشرک (بقلم الشیخ صالح من سعد الحمد ان)

''یہ مشاہدہ ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ آج کل ہر ملک اور ہر شہر میں جہال بہت ہیں، رسول اللہ ﷺ کی قبر کے گرد چکر لگایا جاتا ہے۔ انہیں ندا کی جاتی ہے اور ان سے استمداد کیا جاتا ہے۔ (متعینہ روکنے والے) ذمہ داروں سے چھپ کر یہ سب کیا جاتا ہے، یہ باتیں قبر کی جانب سے مسجد نبوی کی عدم جواز توسیع کے داعی ہیں کہ لوگ کہیں مبتلائے شرک نہ ہوجائیں۔''

شیخ صالح مذکور کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض کی طرف سے منعقدہ کانفرنس بتاریخ ۱۲ تا ۱۵ رصفر ۱۳۹۸ھ جس کا افتتاح حسن بن عبداللہ آل الشیخ وزیر تعلیم عالی والرئیس الاعلی للجامعات نے کیا اس کے منتخب علماء میں پانچواں نمبر شیخ صالح کا ہے۔ (ص ۵۷، رابطہ العالم الاسلامی مکۃ المکرمۃ ربیع الثانی ۹۸ھ)

مزید زہرافشانی کرتے ہوئے البانی صاحب (جو غالباً سعودی عرب کے مشہور مفکر و مصنف شیخ ناصر الدین البانی استاد مدینہ یونیورسٹی مدینہ منورہ ہیں) وہ لکھتے ہیں۔

قلت: ومما یوسف لہ ان ھذا البناء قدبنی علیہ منذقرون ان لم یکن قدازیل تلک القبة الخضراء العالیة واحیط القبر الشریف بالنوافذ النحاسیة والزخارف والسجف وغیر ذالک مما لایرضاہ صاحب القبر نفسہ ﷺ بل قدرأیت حین زدت المسجد النبوی الکریم وتشرفت بالسلام علیہ ﷺ ۱۳۸۶ھ رأیت فی اسفل حائط القبر

الشمالی محرابا صغیرا وورا اءۃ سدۃ مرتفعۃ عن ارض المسجد قلیلا اشارۃ الیٰ ان ہذا مکان خاص للصلوٰۃ وراء القبر فعجبت حینئذ کیف ظلت ہذہ الظاہرۃ الوثنیۃ قائمۃ حتی فی عہددولۃ التوحید...... اقول ہذا مع الاعتراف بانی لم اراحد ایاتی ذالک المکان للصلوٰۃ فیہ لشدہ المراقبۃ من قبل الحراس المؤکلین علیٰ منع الناس من ان یأتو ابما یخالف الشرع عند القبر الشریف فہذا ممانشکر علیہ الدولۃ السعودیۃ ولکن ہذا لایکفی ولا یشفی وقد کنت قلت منہ ثلاث سنوات فی کتابی. (احکام الجناء وبدعتہا ص ۲۰۸)

فالو اجب الرجوع بالمسجد النبوی الیٰ عہدہ السابق وذالک بالفصل بینہ وبین القبر النبوی بحائط یمتد من الشمال الی الجنوب بحیث ان الداخل الی المسجد لایریٰ فیہ ای مخالفۃ لاترضی مؤسسہ ﷺ اعتقد ان ہذامن الواجب علی الدولۃ السعودیۃ اذا کانت ترید ان تکون حامیۃ التوحید حقا، (ص۱۹۹،۱۰۰،تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد،طبع ثالث ۱۳۹۸ھ ص ب ۸۰۰ دمشق بقلم البانی)

خلاصہ تحریر یہ ہے کہ شمال سے جنوب تک مسجد نبوی اور قبرانور کے درمیان فصل کرنا فرض ہے، ورنہ یہ مظہر وثنیت باقی رہا تو پھر سعودی سلطنت کما حقہ توحید وسنت کی حامی حکومت کبھی بھی نہیں ہوسکتی۔

اسی کانفرنس کی ایک میٹنگ جس میں سعودی عرب کے ممتاز علماء وشیوخ شریک تھے اس کی متعدد تجاویز وسفارشات میں پہلی قرارداد یہ ہے۔

وجوب تطہر المساجد حساو معنا فلایجوز بناؤ ہا علی القبور

اووضع القبور فیہا ، (مجلۃ رابطۃ العالم الاسلامی مکۃ المکرمۃ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ)

حسی اور معنوی دونوں طریقوں سے مساجد کی تطہیر ضروری ہے، اس لئے قبروں کے پاس نہ تو مساجد کی تعمیر جائز ہے اور نہ مساجد میں قبریں بنانا جائز ہے۔

اور شیخ نجدی کے پوتے عبدالرحمٰن بن حسن آل الشیخ کا فتویٰ مندرج ذیل ہے

ولاتجوز الصلوٰۃ فی مسجد بنی فی مقبرۃ سواء کان لہ حیطان یحجز بینہ وبین القبوراو کان مکشوفا (ص۲۰۲ فتح المجید مطبوعہ ریاض)

کسی مقبرہ میں بنی ہوئی مسجد میں نماز جائز نہیں خواہ مسجد اور قبروں کے درمیان دیواریں حائل ہوں یا نہ ہوں۔

ان تحریروں کے مطابق سعودی وہابیوں کا متوارث عقیدہ کھل کر سامنے آ گیا جس کی تبلیغ واشاعت کے لئے متعدد ذرائع ووسائل کا حکومتی سطح پر استعمال کیا جارہا ہے، اجمالا اس کو اس طرح سمیٹا جاسکتا ہے، کہ چونکہ حجرۂ عائشہ جس میں حضور اکرم ﷺ آرام فرما ہیں وہ پہلے خارج مسجد تھا اور کسی مسجد سے متصل قبر کی تعمیر اور پھر اس میں نماز پڑھنی جائز نہیں اس لئے اس سعودی توسیع کے وقت مسجد نبوی اور روضہ مقدسہ کے درمیان نہ صرف یہ کہ توسیع نہ کی جائے بلکہ ایک دیوار کھینچ کر دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا جائے اور حسب عقیدۂ ابن تیمیہ کسی قبر پر گنبد کی تعمیر جائز نہیں، اس حکم سے کوئی گنبد چاہے وہ گنبد خضری کیوں نہ ہو وہ بھی خارج نہیں؛ اس لئے خدا اور رسول اور عالم اسلام کی پرواہ کئے بغیر یہ نجدی فریضہ ہے کہ بہرحال اسے بھی معاذ اللہ مسمار کر دیا جائے، چاہے مسلمانوں کے سر سے قیامت ہی کیوں نہ گذر جائے۔

قبۂ رسول

مزارات اوران پر تعمیر شدہ قبوں کی شکست وریخت سے ایک عالم متاثر ہوا اور اس کے خلاف شدید احتجاجات ہوئے۔

خواجہ حسن نظامی لکھتے ہیں۔ ''مجھے صفائی سے لکھ دینا چاہئے کہ میں وہابی تحریک اور نجدی عقائد کا پورا مخالف ہوں اور ابن سعود نے جو کچھ طائف میں یا مکہ معظمہ میں غلطیاں کیں، یعنی مزارات کو توڑا اور قبوں کو مسمار کیا ان کو میں قطعی اپنے عقائد کے خلاف اور ابن سعود یا اس کی فوج کو غلطی پر سمجھتا ہوں (ص ۸ نادان وہابی از خواجہ حسن نظامی شائع شدہ ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۵ء)

''مجھے نہایت افسوس ہوا جب میں نے مولانا ثناء اللہ صاحب جیسے عقلمند اور عاقبت اندیش غیر مقلد عالم کے قلم سے لکھا ہوا، اخبار ہمدم میں ایک مضمون دیکھا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ جس طرح سلطان محمود غزنوی نے سومنات کی مورت کو توڑا اسی طرح ابن سعود حجاز کے بتوں کو توڑ رہا ہے'' کاش! مولانا سمجھ سے کام لیتے اور ایسا مضمون نہ لکھتے۔ یہ نہایت گستاخانہ مضمون ہے، اور اس کو کوئی مسلمان افسوس کیے بغیر نہیں پڑھ سکتا۔ (ص ۱۳، نادان وہابی)

ان کا عقیدہ ہے کہ قبوں کا انہدام واجب ہے، اس لئے کہ: وقال ابن القیم رحمه الله یجب هدم القباب التی بنیت علی القبور لانها اسست علی معصیة الرسول صلی اللہ علیه وسلم . (ص ۲۰۰ فتح المجید)

قبوں سے انہیں بے پناہ دشمنی ہے، اس کا انہدام اور بیخ کنی یہ اپنا فرض اولیں سمجھتے ہیں، اس لئے کہ یہ قبے شرک والحاد کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔

قال محمد بن اسمعیل الصفانی رحمة اللہ فی کتابه تطهیر

الاعتقادفان هذه القباب والمشاهد التی صارت اعظم ذریعة الی الشرک والالحادواکبر ذریعة الی هدم الاسلام وخراب بنیانه ، (ص ۲۱۲، ایضا)

یعنی ان قبوں سے اسلام کی بنیاد منہدم ہوتی ہے، لہٰذا قبوں کا انہدام ان کے نزدیک واجب ہے تاکہ ان کا اسلام محفوظ و مامون رہے۔

بناء علی القبور کے سلسلے میں حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب قدس سرہ امام وخطیب مسجد فتح پوری دہلی نے اپنے ایک رسالہ مطبوعہ ۱۳۴۴ھ میں بڑی تفتیش وتحقیق فرمائی ہے، اس کا آخری حصہ یہاں نقل کیا جارہا ہے تاکہ اس سلسلے میں علمائے ہند کی رائے بھی قارئین پر واضح ہوجائے۔

آج کل قبوں کے ہدم کے جواز پر، بہت کچھ زور دیا جارہا ہے، جس کا اصل منشاء یہ ہے کہ وہ قبہ شریف جس کو ''قبہ خضرا'' کہتے ہیں اور جس پر ہر مسلمان جس کے دل میں حقیقی ایمان جلوہ گر ہے، اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہے، اگر خدانخواستہ منہدم کردیا جائے تو مسلمانوں میں اضطراب نہ پیدا ہو؟

مسلمانو! خدا کے واسطے دعا کرو اور ہر ممکن سے ممکن تدبیر ایسی عمل میں لاؤ جس سے وہ روز بد ہمارے سامنے نہ آوے جس کے تصور سے جان پر بنی جاتی ہے۔

آہ! وہ گنبد ہے جس پر نظر کرنے کو ہمارے علماء اسی طرح عبادت لکھ رہے ہیں جس طرح بیت اللہ پر نظر کرنے کو عبادت کہتے ہیں، چنانچہ شیخ رحمت اللہ تلمیذ محقق ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ منسک المتوسط میں اور ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ولیغتنم ایام مقامه بالمدینة المشرفة فیحرص علی ملازمه المسجدو الاعتکاف والختم ولومرة منه واحیاء لیله وادامة النظر الی الحجرة الشریفة (ای ان تیسر) اوالقبة المنیفة (ان تعسر فاوللتنولع) مع

المهابة والخضوع (اى مع الخشية والخشوع) ظاهرا و باطنا فانه (اى النظر المذكور) عبادة كالنظر الى الكعبة الشريفة انتهى[1]

بلکہ بعض علماء ادب کی راہ سے آنکھ اٹھانے کی بھی اجازت نہیں دیتے، چنانچہ علامہ قسطلانی شارح صحیح بخاری شریف مواہب لدنیہ میں اور علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

يلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر كما كان يفعل بين يديه فى حياته (اذهو حى) ويستحضر علمه بوقونه بين يديه عليه الصلوة والسلام و سماعه بسلامه كما هو فى حياته انتهى[2]

افسوس! جس بارگاہ بیکس پناہ کے حضور علماء زور سے بات کرنے کو بھی ناجائز جانیں، وہاں یہ ستم کہ لوگوں کے دل ہلا دینے والی آوازیں گونج رہی ہیں۔

تفسیر روح البیان میں ہے: وقد كره بعض العلماء رفع الصوت عند قبره عليه السلام لانه حى فى قبره انتهى[3]

---

[1] مدینہ شریف میں اپنے قیام کے دنوں کو غنیمت سمجھے اور مسجد نبوی میں برابر حضوری اور اس میں اعتکاف اور ختم قرآن اگرچہ ایک بار ہو اور شب بیداری اور حجرہ شریف کی طرف (اگر میسر ہو) یا قبہ بلند کی طرف (اگر حجرہ شریف کی طرف نظر دشوار ہو) نظر برابر جمائے رکھنے کی حرص رکھے کیونکہ حجرہ شریف یا قبہ شریف کی طرف دیکھنا عبادت ہے، جس طرح کعبہ شریف کو دیکھنا عبادت ہے۔۱۲

[2] زائر کو چاہیے کہ اس دربار عالی میں ادب و عاجزی و تواضع کو لازم پکڑے، نظر نیچی رکھے جس طرح حضور علیہ السلام کی حیات ظاہری میں کرتا (کیونکہ حضور اب بھی زندہ ہیں) اور اس بات کو دل میں جمائے رکھے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنی بارگاہ میں حاضری کا علم اسی طرح ہے اور میرے سلام کو اسی طرح سنتے ہیں، جس طرح کہ اپنی حیات ظاہری میں دیکھتے سنتے تھے۔۱۲

[3] بعض علماء نے حضور علیہ السلام کی قبر شریف کے نزدیک آواز بلند کرنے کو مکروہ جانا ہے، کیونکہ آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔

خدا کی قسم! میں اس سے کہ اس قبر شریف کی توہین کے متعلق کچھ سنتا یہ بہتر تھا کہ میرا کان پھوٹ جائے بلکہ اس سے پہلے میرا وجود ہی نہ رہتا۔

سنگ در حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے ۔۔۔ جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں

فقط واللہ تعالیٰ بالصواب اعلم وعلمہ اتم واحکم تحریر بتاریخ ۱۰ر صفر المظفر ۱۳۴۴ھ

حررہ! محمد مظہر اللہ غفرلہ نقشبندی مجددی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی نمبر ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم: حامدا و مصليا و مسلما

پوشیدہ نہ رہے کہ امام صاحب نے جو تحریر فرمایا ہے، وہ جواب فقہ اور حدیث کے خلاف نہیں ہے کیونکہ حدیث میں بناء علی القبر کو ناجائز قرار دیا ہے، اور بناء علی القبر اسی مقدار کو بولتے ہیں جو قبر کے اوپر ہو اور جو حوالی قبر واسطے راحت زائرین کے بنایا جائے کسی حدیث سے اس کی ممانعت ثابت نہیں ہوگی لہذا امام شافعی صاحب نے فرمایا ہے کہ اپنی زمین میں اگر مقبرہ بنایا پائے تو اس کو منہدم نہ کیا جائے، اہل فہم پر پوشیدہ نہیں کہ حدیث میں اگر اس کی ممانعت ہوتی تو امام شافعی کیوں فرماتے کہ اس کو ہدم نہ کیا جائے۔

فقہاء نے اس تعمیر کو جو حوالی قبر ہو صاف طور سے منع نہیں فرمایا بناء علی القبر کو منع فرمایا ہے، غرض اہل انصاف جناب امام صاحب سلمہ کی تحریر پاکیزہ کو انصاف کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں جواب بہت تحقیق کے ساتھ تحریر فرمایا ہے، اور وہ حق ہے،

(۱) مولانا، احمد علی عفی عنہ محدث صدر المدرسین مدرسہ عالیہ فتح پوری، دہلی۔

(۲) قبہ مزارات بزرگان دین فی زمانہ مستحسن ہے، (حضرت مولانا) محمد ریاست علی۔

(۳) فاضل اجل جناب مولانا مولوی حافظ محمد مظہر اللہ صاحب نے جواب باصواب دنداں شکن باسانید مختلفہ دیا ہے، فجزاكم الله خير الجزاء (حضرت مولانا) محمد کرامت اللہ عفا عنہ۔

(۴) مجیب لبیب نے صورت مسئولہ کے اندر جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ عین حق اور صواب ہے احادیث کی تشریح اور روایات فقہیہ کی تطبیق اس طریق سے کسی کتاب کے اندر دیکھنے میں نہیں آئی فاضل مجیب نے تمام ہی شکوک کو حل کر دیا جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء انبیائے عظام اور اولیائے کرام کی قبروں پر بہ نیت تعظیم قبہ جات کی تعمیر موجب ثواب عظیم و اجر جزیل ہے کیونکہ ان حضرات کی ذوات عالیات شعائر اللہ میں داخل ہیں اور شعائر اللہ کی تعظیم بہ نص قرآنی ثابت ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔

دوسرے ان تعمیرات کی بناء پر شوکت اسلامی بھی نمایاں ہے۔ لہذا اس بات کو بھی مدنظر رکھ کر ہمارے علماء نے جائز قرار دیا ہے، چنانچہ شیخ محقق محدث شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی شرح سفر السعادۃ کے اندر ایسا ہی تحریر فرماتے ہیں، فقط (قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا الحاج) محمد رکن الدین نقشبندی مجددی مسعودی الوری۔

(۶) الجواب صحیح سید حامد دہلوی

(۷) الجواب صحیح یار محمد دہلوی

(۸) امابعد! اس حقیر فقیر نے عالم نبیل اریب ونبیہ وفاضل جلیل ادیب وفقیہ حقیقت آگاہ فضیلت پناہ المولوی مولانا حافظ محمد مظہر اللہ صاحب مفتی اہل السنۃ وپیش امام مسجد فتح پوری دہلوی حنفی نقشبندی مجددی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ واستعملہ فی رضائہ کا جواب باصواب بڑے غور سے مطالعہ کیا، صحیح وحق ہیں اور فتن سوز جواب ہے کہ حقیقت نفس الامری کا انکشاف فرمادیا اور یہ آپ کی ذات ستودہ صفات کی پہلی ہی برکت نہیں بلکہ ہمیشہ ایسے معرکۃ الاراء مسائل کے حل شافی میں آپ کا یہی نفیس انداز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

وانا الفقیر القادری محمدا بلدعوبغفاد الذین الحقہ اللہ تعالیٰ بسلفہ الصالحین۔

(۹) جس تفصیل کے ساتھ مجیب نے بناء علی القبور کے احکام بیان فرمائے وہ نہایت صحیح ودرست ومستحسن ہیں۔ للہ در المجیب احقر الزمن سید طاہر حسن عفی عنہ شاہی امام عیدگاہ دہلی۔

(۱۰) میرے نزدیک مزارات بزرگان دین پر قبہ بنانا تاکہ زائرین کو آرام ہو اور بزرگان دین کی ہیبت وشوکت ظاہر ہو، مستحبات شرعیہ سے ہے، اور ان کا مسمار کرنا توہین اسلام ہے اور پھلواری شریف میں میرے بزرگان دین کی مزارات پر عمارات اور قبے ہیں اور میرے پیران وآباء کرام سب عالم وفاضل تھے، کسی نے اس کو ناجائز نہ قرار دیا۔

محمد سلیمان قادری چشتی، پھلواروی

(۱۱) لاارتیاب فی جواز القباب علی قبور الاکابر اذا کان غرض صحیح واللہ اعلم (صدر الافاضل حضرت مولانا) محمد نعیم الدین مرادآبادی)

(۱۲) ماجاب المجیب الفاضل العارف الکامل صواب بلاشک وارتیاب احمد مختار الصدیقی صدر جمعیۃ علماء صوبہ بمبئی۔

(۱۳) الجواب صحیح، احقر محمد اکرم علی عفی عنہ ناظم اعلیٰ جمعیۃ الطلبہ صوبہ سندھ

(۱۴) الجواب صحیح لاریب فیہ، الفقیر محمد وصی احمد کان اللہ لہ

(۱۵) جواب بالکل درست ہے۔ محمد جعفر پھلواری، ندوی،

(۱۶) ہذا الجواب والحق احق بالاتباع، ابوالنصر محمد کمال الدین مہتمم مدرسہ، قادریہ، پشاور

(۱۷) نعم الجواب وجند التحقیق، العبد محمد ہدایت اللہ رام پوری،

(۱۸) الجواب صحیح فضل جان جلال آبادی، کابل، (افغانستان)

(۱۹) الجیب مصیب وانا العبد الاذل السید مبارک علی الہمدانی القصوری

(۲۰) الجواب صحیح سید عبدالحق شاہ قصور کوٹ، مراد خاں، وغیرہ ہم

(کشف الحجاب عن مسئلۃ البناء والقباب، مطبوعہ، دہلی ۱۹۲۵ء / ۱۳۴۴ھ)

روضہ رسول کی بے حرمتی اور گستاخان رسول کا عبرتناک انجام

سلطان نور الدین زنگی کے عہد حکومت میں عیسائی طاقتیں اسلام کے خلاف منظم ہو رہی تھیں اور ان کے سازشی اذہان طرح طرح کی پرفریب راہیں تلاش کر رہے تھے، تاکہ مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کر سکیں۔

اسی سلسلہ میں اپنے دو ہوشیار وزیرک اور عیار ایجنٹوں کو انہوں نے مغربی حاجی کے لباس میں [illegible] میں مدینہ طیبہ بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں کے مرکز عقیدت روضۂ رسول کو [illegible]۔

ان دونوں کے پاس مال و زر کی فراوانی تھی انہوں نے اہل مدینہ کو انعام واکرام سے مالا مال کر دیا اور روضۂ رسول کے قریب ایک مکان لے کر رہنے لگے، قبر رسول تک پہنچنے کے لئے رات میں وہ اپنے کمرے میں سرنگ کھودتے پورا دن تسبیح و نماز میں گذارتے اور جنت البقیع کی زیارت کے بہانے ساری مٹی تھیلے میں بھر کر پھینک آتے۔

ایک طویل زمانہ کے بعد سلطان نور الدین زنگی خواب میں سرور کائنات ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوئے ایک ہی شب میں تین بار انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ ان دونوں مغربی حاجیوں کی طرف غضب آلود نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں اور سلطان کو حکم دے رہے ہیں کہ دیکھو "یہ مجھے تنگ کرنا چاہ رہے ہیں انہیں دفع کرو"۔

سلطان نے اپنے وزیر جمال الدین موصلی کو بلا کر سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اس نے رائے دی کہ مدینہ منورہ میں کوئی غیر معمولی بات ہو گئی ہے، آپ فوراً مصر سے روانہ ہو

جائیں اسی وقت ان دونوں نے رخت سفر باندھا اور مدینہ طیبہ پہنچے۔ سرکار کی بارگاہ میں حاضری دی اور صلوٰۃ وسلام کے نذرانے پیش کیے۔

وزیر نے تفتیش کے آغاز میں سلطان سے پوچھا کہ کیا آپ ان دونوں حاجیوں کو پہچان لیں گے جنہیں خواب میں دیکھایا گیا ہے سلطان نے کہاں ہاں اس کے بعد وزیر نے عام منادی کرادی کہ سب لوگ فلاں جگہ اکٹھا ہو جائیں اور سلطان کے انعام واکرام سے فیضیاب ہوں۔

تمام باشندگان مدینہ جمع ہو کر سلطان کی بخشش وعطا سے سیراب ہونے لگے، مگر وہ دونوں حاجی کہیں نظر نہ آئے بڑی مشکل سے پتہ چلا کہ وہ خود ہی بڑے فیاض اور سخی داتا ہیں اور کہیں آنے جانے سے بڑا اجتناب واحتراز کرتے ہیں سلطان نے ان دونوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا جب وہ قریب پہنچے تو اس نے پہلی ہی نظر میں انہیں پہچان لیا۔

وہ اتنے بھولے بھالے اور سیدھے سادھے بزرگ نظر آ رہے تھے کہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی، جب ان دونوں کی رہائش گاہ کی تلاشی شروع ہوئی تو صرف کتابیں، مشکیزے اور تسبیح کے دانے نظر آئے مگر جب مصلیٰ اٹھا کر دیکھا گیا تو اس کے نیچے بوریہ اور پتھر نظر آئے اس کے بعد جب یہ پتھر اٹھایا گیا تو ایک لمبی سرنگ نظر آئی یہ منظر دیکھ کر لوگوں کے ہوش وحواس اڑ گئے اور سب ہکا بکا رہ گئے۔

باز پرس اور بڑی تفتیش کے بعد ان کی شیطانی سازش کا انکشاف ہوا کہ بہت سا زر ومال دے کر عیسائیوں نے انہیں قبر رسول ﷺ کے ساتھ بے حرمتی کرنے کے لئے بھیجا تھا، سلطان بے حد رویا اور ان دونوں ظالموں کو شارع عام پر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

جس رات قبر شریف کے قریب وہ دونوں پہنچے تھے۔ ایک سخت زلزلہ اور خوفناک طوفان اٹھا تھا، جس سے سارے اہل مدینہ دہل اٹھے تھے۔

آئندہ خطرات سے بچنے کے لئے سلطان نے روضہ مقدسہ کے گرد گہری خندق کھدوا کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کھڑی کر دی، تا کہ پھر کوئی شرپسند اور گستاخ شخص ایسی کوئی جرات نہ کر سکے (ص ۱۲۴ جذب القلوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۲۸ عمدۃ الاخبار)

(۲) حضرت شیخ شمس الدین صواب علیہ الرحمہ جس وقت روضہ مقدس کے خادم تھے، اسی دوران رات میں کچھ بے ایمانوں نے حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اجساد مبارکہ کو حلب لے جانے کی سازش کی، اس وقت مدینہ طیبہ کا امیر نہایت بے حس اور دنیادار شخص تھا اس نے مال وزر کی لالچ میں انہیں خفیہ طور پر اجازت دے دی۔

جب وہ اندر داخل ہوئے تو حضرت صواب نے انہیں شمار کرنا شروع کیا وہ چالیس آدمی تھے ابھی حجرۂ مبارکہ کے قریب بھی نہ پہنچنے پائے تھے کہ زمین پھٹی اور سب کے سب اندر گھس گئے اور پھر آج تک ان میں سے کسی کا کچھ پتہ نہ چلا، یہ واقعہ تاریخ میں واقعۂ خسف کے نام سے مشہور ہے۔

(الریاض النضرہ للطبری تاریخ بغداد لابن النجار، وفاء الوفاء للسمہودی)

(۳) ایک بار جماز بن ہبہ امیر مدینہ کسی بات پر خفا ہو کر غارت گری کرنے لگا، علماء ومشائخ کے ساتھ بدتمیزی وگستاخی سے پیش آیا۔ حرم شریف میں سونے چاندی کی جتنی قندیلیں تھیں، سب اٹھا لے گیا اوقاف کے مکتوبات کو پھاڑ ڈالا، یہ سب حرکتیں کرنے کے بعد اس نے حجرۂ نبوی کا رخ کیا۔

واحضر السلم لانزال کسوۃ الضریح الشریف والقنادیل المعلقۃ حولہ فلم یقدر لہ و منعہ اللہ منہ. (ص ۵۸۶ وفا)

''سیڑھی لائی گئی کہ اس پر چڑھ کر مرقد انور کی چادر اتاری جائے اور اس کے ارد گرد جتنی قندیلیں معلق ہیں وہ سب بھی اتار لی جائیں لیکن وہ کسی طرح یہ حرکت نہ کر سکا

کیونکہ خدا نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔''

رب تعالیٰ نے اس پر ایسا سخت عذاب نازل فرمایا کہ اس گستاخی کے بدلہ میں اسے قتل کر دیا گیا اور وہ عبرتناک موت مرا۔

(۴) ۲۷ رذوالحجہ ۸۰ھ میں برغوث بن تعبیر بن جرلیس نے حجرۂ مقدسہ کی چھت سے بہت ساری قندیلیں نکال لیں جس کا مسلمانوں کو علم ہو گیا۔

تمام اعیان مدینہ اور ارباب علم وفضل نے جمع ہو کر برغوث کی گرفتاری کی تجویز پیش کی وہ گرفتار ہو کر آیا تو اس نے اقبال جرم کیا، اور یہ بھی بتایا کہ اس کے ساتھ دبوس بن سعید طفیلی بھی تھا، تو اسے بھی گرفتار کرایا گیا، پہلے برغوث اور اس کے رشتہ دار ''رکاب'' ان دونوں کو قتل کیا گیا اور پھر بعد میں دبوس جو قید سے بھاگ نکلا تھا، اسے بھی گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔

عن برغوث انه قال. کنت کلما توجهت فی حال هربی لغیر جهة المدینة کافی اجد من یصدنی عن ذالک و اذا قصدت جهة المدینة تیسرت لی کان سخصاً یقودنی الیها حتی دخلتها. (ص ۵۸۹ ایضاً)

''برغوث کا کہنا تھا کہ جب میں مدینہ کے علاوہ کسی دوسری طرف رخ کر کے بھاگتا تو معلوم ہوتا کہ کوئی مجھے روک رہا ہے اور جب مدینہ کا رخ کرتا تو بڑی آسانی ہو جاتی اور مجھے معلوم ہوتا کہ کوئی مدینہ کی طرف کھینچے لئے جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ میں مدینہ میں داخل ہو گیا۔''

(۵) عبیدی دور حکومت کے چھٹے حکمراں ''الحاکم'' کو بعض اعداء صحابہ نے یہ رائے دی کہ نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اجساد مبارکہ کو مدینہ سے مصر منتقل کر دیا جائے اور عالی شان گنبد تعمیر کر کے اس میں انہیں رکھ دیا جائے۔ اس طرح مصر کی رونق دوبالا ہو جائے گی اور خلق خدا ان کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے گی، الحاکم نے ایک نادرہ

روزگار عمارت تعمیر کی اور ابوالفتوح نامی ایک شخص کو یہ مہم سر کرنے کے لئے مدینہ منورہ بھیجا۔

جب وہ مدینہ پہنچا تو حسن اتفاق اور خوبیٔ قسمت سے قاریوں کی ایک جماعت سے اس کی ملاقات ہوگئی، ایک قاری نے خوش الحانی سے یہ آیت تلاوت کی ''الاتقاتلون قوماً نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول ان کنتم مومنین۔ (پ ۱۰ رکوع ۷) ''تم ان کے ساتھ جنگ کیوں نہیں کرتے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ دیں اور اللہ کے رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا، اگر تم صاحب ایمان ہو۔

ابوالفتوح پر اس آیت کریمہ کا اتنا اثر ہوا کہ وہ اس رذیل اور کمینہ حرکت سے باز آ گیا، اور اس نے کہا کہ میرا سر قلم ہو جائے جب بھی میں ایسا نہیں کرسکتا۔ اسی شب میں اتنا زبردست طوفان آیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین اپنی جگہ سے ٹل جائے گی، اونٹ اور گھوڑے آندھی کے زور سے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جاتے، ابوالفتوح کا دل کانپ اٹھا اور اس نے صدق دل سے توبہ کرلی، (وفاء اول)

(۶) مشہور مورخ اور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے سعودیوں اور وہابیوں کے جبر اور ان کی گستاخیوں کا اس طرح ذکر کیا ہے:

ثم قصد المدینة المنورة و نازلھا ایامافدخلھا والزم اھلھا الجزیة وجرد ضریح النبی ﷺ ممافی خزائنه وذخائره ونقلھا الی الدرعیة قیل بلغت مقدار ستین وقر جمل ھکذافعل ایضاً بضریحی ابی بکر وعمر رضی اللہ عنھما. (ص ۳۰۵، التاج المکلل مطبوعہ بمبئی ۱۳۸۳ھ)

''پھر اس (سعود بن عبدالعزیز) نے مدینہ طیبہ کا رخ کیا اور کئی روز تک مدینہ طیبہ میں جنگ کر کے وہ مدینہ منورہ میں وہ داخل ہوگیا اور باشندگان مدینہ پر اس نے ''جزیہ'' لازم کردیا اور روضہ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں جتنے خزانے اور ذخیرے تھے سب

اٹھا کر درعیہ لے گیا کہا جاتا ہے کہ یہ سب ساٹھ اونٹوں کا بوجھ تھا حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبروں کے ساتھ بھی اس نے ایسا ہی کیا۔

(۷) علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی لکھتے ہیں:

ودخلوا مکة فی اواخر ذی القعدة سنة عشرین وتملکوا المدینة علی ساکنھا افضل الصلوٰة والسلام وانتھبوا الحجرة واخذوا مافیھا من الاموال وفعلوا افعالاً شنیعة. (فتنة الوهابیه)

وہابی اواخر ذی القعدہ ۲۰ھ میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور مدینہ طیبہ پر قابض ہو گئے اور حجرۂ نبوی میں جتنے اموال تھے سب لوٹ کر لے گئے اور بڑی قبیح و شنیع حرکتیں کیں۔

(۸) مشہور روزگار عارف باللہ حضرت شیخ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی مدظلہ العالی جو تقریباً پچھتر سال سے حجاز مقدس میں مقیم ہیں وہ اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں

۱۳۴۴ھ میں سعودی خاندان کی اور شریف مکہ کی جنگ ہوئی، اس جنگ میں البتہ ہزاروں مسلمان شہید ہوئے، بلکہ گنبد خضریٰ پر بھی گولی چلی، بہت سے لوگ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ سے ہجرت کر گئے، شریف مکہ کو شکست ہوئی، اور سعودی حکومت جو نجدیوں کی ہے برسر اقتدار آئی، یہ لوگ ابن عبدالوہاب نجدی کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، اور اسی کے عقیدے پر گامزن ہیں۔ (ص ۷۹ جنگ آزادی ۵۷ء نمبر۔ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی جولائی ۱۹۷۵ء)

انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب آل سعود کا تخت حکومت اور اس کی مطلق العنانیت کا جنازہ ریاض کی شاہراہوں سے بڑی ذلت و رسوائی کے ساتھ اٹھے گا اور ساری خدائی اس کے عبرتناک انجام کا چشم سر سے مشاہدہ کرے گی۔

انہدام گنبد خضرا کا قیامت آشوب منصوبہ

وہابی عقاید وخیالات کی ترویج واشاعت کے لئے سعودی حکومت کی نگرانی اوراس کے مصارف سے بے شمار کتابیں لکھی جارہی ہیں، مشہور وہابی عالم احمد بن حجر آل ابوطامی قاضی محکمہ شرعیہ قطر نے اسی موضوع پر ''الشیخ محمد بن عبدالوهاب وعقیدته السلفیة ودعوته الاصلاحیه وثناء العلماء علیه'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، جس کی اہمیت کا اندازہ آپ یوں کر سکتے ہیں کہ عبدالعزیز بن عبداللہ الباز رئیس الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ کی تصحیح اوراس پر اس کی تقدیم ہے۔ اور شاہ فیصل بن عبدالعزیز آل سعود کے حکم سے اسے طبع کر کے پوری دنیا میں مفت تقسیم کیا جارہا ہے، اس میں تحریر ہے۔

حرم الشیخ البناء علی القبور وکسوتها وتعلیق الستور علیها واسراجها والکتابة علیهاو اقامة السدنة حولها وزیادتها (ص ۴۵ الشیخ محمد بن عبدالوهاب مطبعه الحکومته بمکة المکرمة ۱۳۹۵ھ)

شیخ (محمد بن عبدالوہاب نجدی) نے قبروں کے قریب تعمیر، قبروں پر کپڑے اور چادر ڈالنا، وہاں چراغ جلانا، کتبہ لگانا، مجاور بٹھانا اوراس کی زیارت کرنا ان سب کو حرام قرار دیا۔

کچھ آگے رقم طراز ہے:

وامر الشیخ بهدم تلک القبب المشیدة.

(ص ۴۶ الشیخ محمد بن عبدالوهاب)

شیخ نجدی نے ان (قبروں) پر بنے ہوئے گنبدوں کو ڈھادینے کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ ان کا عقیدہ ہے کہ ''مزارات کے اوپر تعمیر شدہ قبے شرک والحاد کا سبب ہیں اوراسلام کی عمارت ڈھانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ (ص ۲۱۲ فتح المجید مطبوعہ ریاض)

اس لئے یہ گنبد چاہے ولی کے مزار پر ہوں یا نبی ورسول اور سید المرسلین ﷺ کے مزارات مقدسہ پر ہر ایک کو ڈھادینا وہابیوں کے نزدیک واجب ہے۔

جیسا کہ کتاب مذکور میں ابن عبدالوہاب نجدی کے پوتے عبدالرحمٰن بن حسن المتوفی ۱۲۵۸ھ نے لکھا ہے۔

وقال ابن القیم رحمه الله یجب هدم القباب التی بنیت علی القبور.

(ص ۲۰۰ ایضاً)

قبروں پر جو گنبد تعمیر کئے گئے ہیں انہیں ڈھانا واجب ہے۔

اسی عقیدہ کو عملی شکل دینے کے لئے سعودیوں نے حجاز مقدس کے سیکڑوں گنبد شہید کر ڈالے اور یہ اعلان کر دیا کہ عالم اسلام چاہے خوش ہو یا ناراض ہم اپنا یہ فریضہ انجام دے کے رہیں گے۔

حد یہ ہے کہ اسی جذبہ کے تحت امام عالی مقام شہید کربلا رضی اللہ عنہ کا قبہ مبارکہ یہ سعودی وہابی شہید بھی کر چکے ہیں۔

وفی ۱۲۱۵ھ غزا سعود بن عبدالعزیز بامر والده العراق واوقع خسائر هائلة باهل کربلا و هدم قبة قبر الحسین.

(ص ۲۷، الشیخ محمد بن عبدالوهاب)

۱۲۱۵ھ میں سعود بن عبدالعزیز نے اپنے والد کے حکم سے عراق پر حملہ کیا اہل کربلا کو ہولناک نقصانات اور خسارے میں ڈالا اور حسین (رضی اللہ عنہ) کے روضہ کے گنبد کو منہدم کر دیا۔

اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خاں بھوپالی جن کے تعلقات اہل عرب سے بڑے قریبی تھے، بہت سے اہل علم ان کے دوست تھے اور پیش آنے والے حالات وقائع

سے انہیں مکمل واقفیت تھی وہ لکھتے ہیں۔

والزم اهلها الدخول فی الدعوة الوهابية وهم سعود بتخريب قبة الضريح النبوی ولم يفعل وامران لايحج الٰی البيت الامن كان وهابيا وشددوبمنع العثمانيين من دخولها فانقطع الحج بضعة سنين وتوقف حجاج الشام والعجم عن اتمام فريضتهم مخافة اضرار الوهابية بهم .

(ص ۳۰۶ ،التاج المكلل)

اس (سعود) نے اہل مدینہ کو وہابی دعوت میں شمولیت پر مجبور کیا اور سعود نے گنبد خضرا کے انہدام وتخریب کا ارادہ کیا مگر وہ ایسا نہ کر سکا، اور اس نے یہ حکم جاری کر دیا کہ صرف وہابی ہی حج کر سکتے ہیں، اور عثمانیوں (ترکیوں) کے حج اور ان کی آمد پر سخت پابندی لگا دی جس سے کئی سالوں تک ان کے حج کا سلسلہ بند رہا، شام اور عجم کے حجاج وہابیوں کی ایذارسائی کے خوف سے اپنے فریضہ حج کی ادائیگی نہ کر سکے۔

علامہ احمد بن علی البصری 'فصل الخطاب فی ردضلالات ابن عبدالوھاب'' میں فرماتے ہیں۔

انه يقول لو اقدر علی حجرة الرسول ﷺ لهدمتها. یعنی ابن عبدالوہاب نجدی کہتا ہے کہ اگر مجھے حجرہ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر قبضہ وتصرف کا موقع ملے تو میں اسے ڈھادوں گا۔ (ص ۲، اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین ۱۳۲۲ھ مرتبہ مولانا عمرالدین ہزاروی حسنی پریس بریلی)

حضرت مولانا محمد انوار اللہ خاں بہادر حیدرآبادی اپنی کتاب ''انوار احمدی'' جسے ازاول تا آخر ایک ایک جملہ پڑھ کر اور اسے اپنے مذہب کے مطابق بتا کر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے شاندار تقریظ لکھی اور آپ ہی نے اس کتاب کا یہ

نام بھی رکھا ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں۔

شیخ سلیمان بن سحیم حنبلی نے جو معاصر ابن عبدالوہاب کے ہیں، ایک استفتاء کیا جس کا جواب علامہ احمد بن علی قبانی نے دیا ہے، استفتاء میں لکھا ہے کہ ابن عبدالوہاب نے یہاں اقسام کی بدعتیں نکالی ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے پر کمر باندھی ہے، منجملہ ان کے چند یہ ہیں۔

اس کا قول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے نام پر لفظ ''سیدنا'' کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، (اس کے اس قول کا ذکر دوسرے علماء نے بھی کیا ہے، اختر) اور کہتا ہے کہ کبھی جو قدرت ہوگی، قبہ شریف کو آنحضرت ﷺ کے ڈھادے گا، زید بن خطاب اور ان کے ساتھ والی قبروں کو کھود ڈالا۔

غرضیکہ اس کی بے باکیاں اور گستاخیاں کوئی شمار وحساب نہیں رکھتیں، اس سے بڑھ کر کیا ہو کہ خود آنحضرت ﷺ کی نسبت کمال بے ادبی کے الفاظ کہتا ہے اور سن کر چپ رہتا ہے (ص ۳۳۰، انوار احمدی ناشر محمد اسلم علوی ڈجکوٹ روڈ لائل پور پاکستان)

ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی کا کہنا ہے کہ ''عبدالعزیز نے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، کربلائے معلی پر بھی قبضہ کرلیا اس حرکت سے عالم اسلام کی آبادی میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔

عبدالعزیز نے خانہ کعبہ کا غلاف اتار کر اسے برہنہ کر دیا ۱۸۰۴ء میں عبدالعزیز ایک ایرانی کے ہاتھ سے جس کا نام عبدالقادر تھا، قتل ہو گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا جو اس سلسلہ کا تیسرا سعود ہے تخت پر بیٹھا اس نے من وعن باپ کے مسلک کی پابندی کی اور وہابی عقائد کی ترویج کی خاطر ہر قسم کے جبر وتشدد کو روا رکھا۔

مثلاً اس نے حضرت رسول اکرم ﷺ کے مزار اقدس کو بالکل برہنہ کر دیا، اور وہاں کے تمام خزانے لوٹ لئے اور اس بیش قیمت سامان کو ساٹھ اونٹوں پر لاد کر اپنے دارالسلطنت بھیج دیا یہی سلوک اس نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما

کے مزاروں کے ساتھ کیا۔

حد یہ ہے کہ اس نے مزار نبی ﷺ کے قبہ کو بھی گرادینے کا ارادہ کرلیا تھا لیکن پھر بعض وجوہ سے اس مذموم ارادے کی تکمیل نہ ہوسکی۔ (ملخص روزنامہ امروز لاہور ۱۴؍اگست ۱۹۵۶ء)

ایک سوال وجواب کی روشنی میں ان کا مسلک ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: قبور کا پختہ بنانا اور ان پر عمارات وقبہ وروشنی وفروش وغیرہ جو کچھ لوگ کرتے ہیں، قابل بیان نہیں، حالانکہ امور مذکورہ کے منع شدید میں احادیث صحیحہ وارد ہیں، اور فاعلین پر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی، مگر پھر لوگ تکذیب احادیث کرکے اپنے فعل کی حجت پر قبور انبیاء علیہم السلام بالخصوص رسول اللہ ﷺ واولیائے کرام صحابہ وائمہ مجتہدین کو پیش کرتے ہیں، اور متبع احادیث وسنت کو منکر انبیاء واولیاء کہتے ہیں اور درپے ایذا رسانی ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حرمین اور عرب میں جاکر خلاف شرع ان کو نہیں کہتے، کیا قرآن و حدیث وہاں نہیں ہے؟

لہٰذا عرض ہے کہ عرب وہند میں اگر علماء مذکورہ کا منع ہونا نہ بیان کریں تو یہ کیا حجت جواز ہوسکتا ہے۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے، ہندو پاک کے مستند ترین اور مشہور دیوبندی عالم مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ:

الجواب: ہرگاہ کہ احادیث میں ممانعت ان امور کی وارد ہے، پھر کسی کے فعل سے وہ جائز نہیں ہوسکتے، اور اعتبار قرآن وحدیث واقوال مجتہدین کا ہے نہ افعال مخالف شرع کا۔

اگر عرب اور حرمین میں امور غیر مشروع خلاف کتاب وسنت رائج ہوگئے تو جواز ان کا نہیں ہوسکتا۔ اور وہاں ان بدعات کو کوئی منع نہ کرسکے تو یہ حجت نہیں ہوسکتی، اس

پر سکوت کی کوئی وجہ نہیں۔ کتاب وسنت سے رد کرنا چاہیئے واللہ تعالیٰ اعلم، رشید احمد عفی عنہ

(ص ۱۰۰ کتاب البدعات فتاویٰ رشیدیہ اول کتب خانہ رحیمیہ سنہری مسجد دہلی)

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ نجدی وہابیت، اور سہارنپور کی دیوبندیت میں اتنی فکری ہم آہنگی اور عقائد ونظریات کا اتنا اتحاد ہے کہ سوائے بعد مکانی کے اور کوئی چیز درمیان میں حائل نہیں، ان کی ہزاروں تحریریں اس حقیقت پر شاہد عادل ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جب اولیائے کرام، ائمہ مجتہدین، صحابہ کرام، انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبور مبارکہ پر عمارات اور قبے ہیں اور اس متواتر عمل تعمیر کا یہ کھلا ہوا مطلب ہے کہ اسلاف کرام اسے جائز سمجھتے رہے ہیں، تو پھر یہ بتایا جائے کہ اجماع امت کس چیز کا نام ہے۔

بقول مجیب یہ چیزیں بدعات ہیں تو پھر قرن اول سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ ان عظیم بدعات کا شکار رہی ہے اور کسی دماغ میں یہ بات نہ آئی کہ وہ انہیں بدعات سمجھ کر منع کرسکے۔

سوائے وہابیان نجد یا ان کے ائمہ متقدمین کے جنہوں نے صحابہ کرام، ازواج مطہرات، تابعین، تبع تابعین وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیکڑوں قبروں کو توڑ پھوڑ کر برابر کردیا سوال اور جواب دونوں میں حضور ﷺ کے روضہ مبارکہ اور قبہ مقدسہ کو بھی غیر مشروع اور بدعت شمار کرکے کتاب البدعات میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

اب آپ جواب کی خط کشیدہ عبارت پڑھیے کیا وہ کھلے بندوں اس بات کا اعلان نہیں کررہی ہے کہ بصورت استطاعت اس بدعت اور غیر مشروع چیز کو فوراً نیست ونابود کردیا جائے، ہاں جب تک استطاعت نہیں ہے اس وقت تک محض کتاب وسنت سے (بقول خود) اور جب استطاعت ہوجائے تو پھر ..... نعوذ باللہ من ذالک)

دیوبندی جماعت کی مرکزی درسگاہ کا فتوی یہ ہے ''قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا ناجائز اور حرام ہے اور جو اس فعل سے راضی ہوں گنہ گار ہیں۔

(ص ۱۴۲، ج ۱، فتاوی دارالعلوم دیوبند سہارنپور)

نجد سے لے کر دیوبند تک کی پوری وہابی امت اپنی اس ذہنیت کا صاف صاف اعلان کر رہی ہے کہ جب بھی موقع ملا وہ بلا پس وپیش اپنا یہ ایمان سوز اقدام کر ڈالیں گے۔

علمائے اسلام ان کی اس سازش اور ناپاک ارادہ کو آغاز امر ہی سے بھانپتے چلے آ رہے ہیں اور آج ہی کی طرح انہوں نے ہر دور میں اپنی صدائے احتجاج بلند کی۔

علامہ سید ابراہیم الراوی الرفاعی نے علماء ومشائخ اسلام کی تشویش اور روحانی درد وکرب کا اظہار آج سے تقریبا نصف صدی پیشتر ہی اس طرح فرمایا ہے:

ایقاظ: لم یبق من المشاهد التاریخیة فی الحرمین بعد الکعبة الا القبة النبویة التی هی بیت سید المرسلین بل بیت الدین ومن اعظم مایخشاه عقلاء المسلمین اذا تغلبت علی سیاسة ابن سعود الاکثریة النحدیث وحینئذ (لاسمع الله) تمتدایدی هؤلاء الجهلة باسوء لهدم القبته النبویة وامتهان هذه الحجرة المحمدیة التی تضم ضریح رسول رب العلمین والتی هی مهبط الوحی والتنزیل وطالما تردداليها جبریل.

وعند ذالک لاسمع الله یلطخ بالمسلمین العار الذی لاتمحوه الادوار ولا سیما بملوک الاقطار ویصیرلدی ذالک ماتم مادام لیل و نهار (ص ۲۰ و ۲۱ الاوراق البغدادیة فی الحوادث النجدیة للشیخ السید ابراهیم الراوی الرفاعی طبع ثانی سنہ ۹۶ھ / سنہ ۷۶ء

''حرمین شریفین میں کعبہ مقدسہ کے بعد تاریخی مشاہد ومقامات میں صرف گنبد

خضرا ہی باقی رہ گیا ہے، وہی جو حضور سید المرسلین ﷺ کی آرام گاہ ہے، بلکہ دین کا مستقر اور ماوی وملجا ہے، مسلم علما اور دانشوروں کو سب سے بڑا خطرہ اس بات کا ہے کہ جب ابن سعود کے انتظامی امور اور سیاسی معاملات پر نجدی اکثریت کا تسلط ہو جائے گا تو پھر (خدا نہ کرے) ان گستاخ اور دین ومذہب سے بے بہرہ نجدیوں کے ناپاک ہاتھ گنبد خضرا کے انہدام وتخریب کی طرف بڑھیں گے۔

اور یہ حجرۂ نبوی جس میں رسول رب العالمین کی قبر مبارک اور مہبط وحی وتنزیل ہے جس میں بارہا سید الملائکہ جبریل امین خدا کی طرف سے آئے گئے ہیں اس مبارک ومقدس حجرۂ رسول کے ساتھ بھی یہ نجدی گستاخی سے پیش آئیں گے، اس وقت (خدا نہ کرے) مسلمانوں اور بالخصوص مسلم ممالک کے حکمرانوں کی پیشانی پر کلنک کا ایسا ٹیکہ لگ جائے گا، جسے گردش زمانہ مٹاتے مٹاتے نہ مٹا سکے گی، اور قیام قیامت تک مسلمان اپنی اس جیسی اور گستاخان رسول کی قیامت آشوب جسارت پر گریہ وماتم کرتے رہیں گے۔

اٹھو ورنہ حشر نہ ہوگا پھر کبھی　　دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

عالم اسلام کے لئے ایک لمحہ فکریہ

ان طویل تاریخی اور واقعاتی حقائق وشواہد کی روشنی میں آپ بطور خود اب یہ فیصلہ کر چکے ہوں گے کہ نجدیت وسعودیت نے مذہبی اور سیاسی دونوں میدانوں میں مسلسل غارت گری کی ہے، اور مسلمانان عالم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے کتاب وسنت کا بار بار نام لیا جا رہا ہے، تاکہ اہل اسلام کو فریب میں مبتلا رکھ کر اپنی سیاسی زندگی دراز سے دراز تر کی جا سکے، دنیا جانتی ہے کہ انہوں نے اپنے سیاسی ترکوں کو حرم میں بھی امن وامان سے چند ساعت نہ رہنے دیا بلکہ وہاں بھی ان کے اوپر ظلم وستم روا رکھا، اور نہ جانے

کتنے ترکوں کو حرم کعبہ کے اندر قتل کر ڈالا۔ مشائخ عظام اور سابق ائمہ وقضاۃ حرمین شریفین جو ان کے مذہبی حریف تھے، انہیں چن چن کر نہایت بے دردی سے ذبح کر ڈالا اور ان کی مقدس لاشوں کو کھلے میدان میں پھینک کر اپنی سنگدلی اور شقاوت قلبی کا تاریخ عالم میں ایک نیا باب قائم کیا۔

اور اب وہابیت کے فروغ کے لئے سعودی حکومت نے اپنے تمام وسائل وذرائع جھونک دیئے ہیں، اندرون ملک کا سارا دینی نظام، اور تمام تر مذہبی ذمہ داریاں اور وزارت اسلامی امور کے جملہ مناصب آل الشیخ بن عبدالوہاب نجدی کے حق میں مخصوص کر دیئے گئے ہیں، اور انہیں کے اشارہ ابرو پر احکام ومسائل شرع کا استنباط اور ان کا نفاذ ہوتا جارہا ہے کئی ہزار وہابی علماء کو حکومت سعودیہ نے پوری دنیا میں حشرات الارض کی طرح بکھیر دیا ہے، جن کی تنخواہ اور سارے اخراجات سعودی ریال سے پورے کئے جاتے ہیں، ایشیا وافریقہ اور یورپ وامریکہ کے اندر ان پھیلے ہوئے نمائندوں کے ذمہ یہ خدمت سپرد کی گئی ہے کہ وہ اسلام کے نام پر ساری کائنات میں وہابیت کے جراثیم پھیلا کر آل سعود کو "خلیفۃ المسلمین" بنانے کی فضا ہموار کریں اور ملک در ملک مساجد ومدارس کی تعمیر اور باصلاحیت افراد کو اپنا ہمنوا بنانے کے لئے جتنے مصارف کی ضرورت پڑے، سعودی حکومت کا خزانہ عامرہ اس کے لئے بسر وچشم ہمہ وقت حاضر اور تیار ہے۔

عالم اسلام کا مرکز اصلی چونکہ حرمین طیبین کی مقدس سرزمین ہے اس لئے اس پر نجدیوں کے قبضہ وتسلط کی وجہ سے بلاد اسلامیہ کے سربراہوں اور فرماں رواؤں کو بھی ہاں میں ہاں ملانے کی تباہ کن عادت پڑ چکی ہے، اور نجدیوں کے خلاف کسی کو کچھ کہنے کی ہمت نہیں پڑتی، اور اس اثر کی وجہ سے بیشتر علماء وفضلاء کے قلم بھی یہ جرات نہیں کر پا رہے ہیں کہ نجدیوں کے عقائد ونظریات کے سلسلے میں اپنے ضمیر کے فیصلہ پر کھل کر اظہار حقیقت کر

سکیں، مگر اس مصلحت میں دنیا کو ہوش میں آجانا چاہیئے، کہ اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے، صبر وضبط کے پیمانے لبریز ہو چکے ہیں، کہ بہت سی مساجد اور حضرات صحابہ کرام کے قبہ مزارات کے بعد ان ظالم نجدیوں کی آنکھیں گنبد خضرا کی طرف بھی بے دھڑک اٹھنے لگی ہیں اور اپنی دنیاوی وسیاسی اثرات کی بنیاد پر یہ ظالم اپنے دیرینہ منصوبہ کو بروئے عمل لانے کے مناسب وقت دیکھ رہے ہیں۔

دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں اہل ایمان اور جاں نثاران گنبد خضریٰ نے اگر ذرا بھی غفلت سے کام لیا تو پھر کلیجہ پر سل رکھ انہیں قیامت صغریٰ کا ہولناک منظر بھی اپنی ان ماتھے کی آنکھوں سے دیکھنا ہوگا اور یاد رکھنا چاہئے کہ نجدیوں کا یہی وہ آخری نشانہ ہے جس کے لئے انہوں نے اتنی کوشش اور جانفشانیاں کی ہیں حرم کعبہ اور مسجد نبوی پہ اس امت کے یہود اور بیت المقدس پہ اسرائیلیوں کا غاصبانہ تسلط کیا اب بھی ہمیں بیدار کرنے کے لئے کافی نہیں، آخر ہمیں کب ہوش آئے گا۔ جب قیامت سر سے گذر چکی ہوگی؟ للہ! اب بھی وقت ہے، گنبد خضرا کے بام ودر ہمیں آواز دے رہے ہیں اور حرم کعبہ کی یہ فریاد اب عالم اسلام کے چپے چپے میں گونج اٹھی ہے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

آخری وارننگ

گنبد خضریٰ سرور قلب ونظر اور راحت دل وجاں ہے اس کا تصور ہماری ایمانی زندگی میں تازگی وشادابی کا داعی اور اس کا نظارہ شگفتگیٔ دین وایمان کا باعث ہے۔

ہم تمام مسلمانان عالم کے دلوں کی دھڑکن بن کر سعودی حکمرانوں کو یہ آخری وارننگ دیتے ہیں کہ اگر ان کے گستاخ اور ناپاک ہاتھ (خدا نہ کرے) گنبد خضرا کی طرف

بڑھے تو پھر آل سعود کی شہنشاہت آخرت میں تو ذلیل ورسوا ہوکر جہنم کا ایندھن بنے گی ہی، لیکن اس سے پہلے ہی اس دنیا میں عشق بلالی رکھنے والے غیرت مند مسلمان اس کی زندگی کے سارے تار و پود بکھیر ڈالیں گے اور تخت سلطنت کی ایک ایک اینٹ چکنا چور ہوکر فضا میں اس طرح منتشر ہو جائے گی کہ پھر کہیں اس کا ایک ذرہ بھی نظر نہ آئے گا۔

میرا وجدان بول رہا ہے کہ انشاء اللہ العزیز یہ دن آنے سے پہلے ہی آل سعود کی زندگی کا چراغ گل ہو جائے گا دنیا ان کے عبرتناک انجام کی خاموش تماشائی ہوگی، اور دلوں کا یہ کھٹکتا ہوا کانٹا ایک نہ ایک دن خود گردش ایام کا شکار ہو جائے گا۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔